ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

اگست 2020ء - ذوالحجہ 1441ھ (جلد 17 شمارہ 12)

جلد 17 شمارہ 12

اگست 2020ء - ذوالحجہ 1441ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ............ 25 روپے

سالانہ............ 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

○ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

اگست 2020ء - ذوالحجہ 1441ھ (جلد 17 شمارہ 12)

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.........سائنس اور موت..............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط5)..............انسان کے لیے شہوات

کی محبت، مزین کردی گئی..........................// // 8

درسِ حدیث ....حوائج کو راز داری میں رکھنے کا حکم..........// // 19

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات...// // 26

''رجوع الی اللہ'' (حصہ دوم)..............................مولانا شعیب احمد 32

ماہِ جمادی الاولیٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.......مولانا طارق محمود 39

علم کے مینار:.. تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ چہارم)...مفتی غلام بلال 41

تذکرۂ اولیاء:.........عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حنین میں شرکت..........مفتی محمد ناصر 44

پیارے بچو!...............ویڈیو گیمز...............مولانا محمد ریحان 47

بزمِ خواتین ....خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (چوتھا حصہ)......مفتی طلحہ مدثر 49

آپ کے دینی مسائل کا حل.......شبلی اور فراہی (قسط4)..............ادارہ 56

کیا آپ جانتے ہیں؟.. حنفی کا غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنا....مفتی محمد رضوان 65

عبرت کدہ .... فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن''

کی دعوت (حصہ ششم)..............................مولانا طارق محمود 69

طب وصحت ....''ثریا'' ستارہ سے رفعِ آفات کی

احادیث (دوسری وآخری قسط)...........................حکیم مفتی محمد ناصر 73

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...............// // 80

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 81

ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد نمبر 17 (1441ھ) کی اجمالی فہرست..........مولانا طارق محمود 83

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

سائنس اور موت

موجودہ زمانے میں جہاں سائنس نے بہت کچھ ترقی کی ہے اور بہت سی نامعلوم چیزوں کو معلوم کیا ہے، وہاں سائنسی تحقیقات و تجزیات سے اسلامی شریعت کے پیش کی ہوئی بہت سی ایسی تعلیمات بھی دنیا کے لیے بدیہی ہو کر ظاہر ہوگئی ہیں، جن کو عقلی و مادی طور پر ثابت کرنے کے لیے پہلے زمانوں میں مختلف طرح کے دلائل قائم کرنے پڑتے تھے، اسی کے ساتھ ان اسلامی تعلیمات کو مادیت پرست دنیا کے سامنے حجت کے طور پر پیش کرنا بھی بہت آسان ہوگیا ہے۔

پھر حیران کُن بات یہ ہے کہ جو کام مسلمانوں کے کرنے کے تھے اور اسلام کی ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں نے بحسن وخوبی وہ کام انجام بھی دیے، ایک عرصہ بعد وہ کام مسلمانوں کے بجائے کافروں اور اُن دہریوں وکیمونسٹوں کے ہاتھ میں چلے گئے، جو اللہ کے وجود تک کے بھی قائل نہیں، لیکن ان ہی کے ہاتھوں سے انجام شدہ کاموں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے وجود وثبوت اور اسلام کی پیش کردہ متعدد تعلیمات کے کئی عقلی و مادی اور بدیہی دلائل وشواہد منظرِ عام پر آئے۔

اگر سائنسی تحقیقات وایجادات کا کام مسلمانوں کے ہاتھ میں رہتا، تو اس کے نتائج کہیں زیادہ بہتر اور اسلامی تعلیمات کے زیادہ موافق اور ہم آہنگ سامنے آتے، لیکن افسوس کہ مسلمان، سیاست سے لے کر مختلف فنون وعلوم اور تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں بہت پیچھے رہ گئے، اور انہوں نے اپنی صلاحیتوں کا استعمال آپس کے باہمی تنازعات اور منفی خیالات ورجحانات میں کرنا شروع کردیا، جس کا سلسلہ بہت زور وشور کے ساتھ تاحال جاری ہے۔

خیر ''مضی ما مضٰی ''اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جو کچھ اہلِ سائنس کی طرف سے جدید ترین تحقیقات ہوئیں، کم از کم ان کو سامنے رکھ کر ان کا اسلامی تعلیمات اور شرعی حدود کی روشنی میں جائزہ لیا جائے، اور ان کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تائید کے طور پر منظر کشی کی جائے، اگرچہ

www.idaraghufran.org

اب تک مسلمانوں کی طرف سے یہ ادنیٰ کام بھی کماحقہٗ نہ ہوسکا۔

دینی مدارس وجامعات کے نصاب میں اب تک تھوڑے بہت جو فلسفے اور سائنس کے آثار باقی ہیں، وہ قدیم اور پرانے فلسفوں پر مبنی ہیں، جن کے ذریعہ موجودہ دور میں اسلامی اصول کو سمجھنے کا ایک تو راستہ بہت طویل ہے، دوسرے موجودہ دور میں ان مباحث کو سمجھنا مشکل بھی ہے۔

اور قرآن وسنت کی جو سائنس وفلسفی تعلیمات ہیں، ان کی طرف بھی ہمارے اصحابِ علم کی خاطر خواہ توجہ نہیں، اس سلسلہ میں بعض اصحابِ علم کے منفی رجحانات کا تو یہ عالَم ہے کہ اگر کوئی دوسرا، اس قسم کی سائنسی تحقیقات کی نصوص کے تناظر میں منظر کشی کرے، تو سیدھے لفظوں میں اس کو مادیت پرست وغیرہ کے القاب دیئے جانے لگتے ہیں، یا یہ کہا جانے لگتا ہے کہ اسلامی تعلیمات، کسی سائنسی ومادی تحقیق وتجزیہ کی تصدیق وتائید کی محتاج نہیں۔

حالانکہ سائنس کے میدان میں دراصل مخلوقات ومصنوعات سے بحث کی جاتی ہے، اور کائنات کی ہر چیز، خواہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو، یا ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو، اور اس کو جدید ترین ذرائع سے معلوم کیا جائے، وہ سب درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے وجود اور اس کی صفاتِ عالیہ کی عقلی ومشاہداتی دلیل ہیں، قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفاتِ عالیہ کے کائناتی، عقلی ومشاہداتی اور حسی دلائل کا جابجا ذکر ہے۔

اس لیے اگر کسی سائنسی تحقیق وتجزیہ سے اسلامی تعلیمات کی تائید وتصدیق ہوتی ہو، تو اسے حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے پیش کرنا، نہ صرف یہ کہ قابلِ تحسین ہے، بلکہ مادیت پرستوں کے لیے ''ان کا جوتا، ان کے سر'' کرکے حجتِ ملزمہ کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔

اس نوعیت کی بے شمار سائنسی تحقیقات وتجزیات آئے دن منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں، اور میڈیا پر ان کی نشرواشاعت ہوتی رہتی ہے، جو اسلامی تعلیمات کی صداقت وحقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

گزشتہ دنوں ذرائع ابلاغ پر زندگی کے آخری لمحات یعنی قریبُ المرگ انسان کے کچھ احوال کی سائنسی حوالہ سے خبریں شائع ہوئیں، جن میں سائنسدانوں نے انتھک محنت اور پے در پے کے تجزیات وتحقیقات سے زندگی کے آخری لمحات میں انسانوں کے جسم اور دماغ پر واقع ہونے والی

کیفیات وتغیرات کا تجزیہ کیا۔

سائنس دانوں کی طرف سے’’ نیئر ڈیتھ ایکسپیرئنس Near Death Experiences‘‘ (N-D-E) یعنی’’موت کے قریب حالت کے مختلف تجربات‘‘ کئے گئے، اور’’ای-ای-جی‘‘(E-E-G) کے ذریعہ ظاہری ہوش وحواس کھودینے والے افراد کے آخری لمحات کی دماغی سرگرمیوں کو مانیٹر کیا گیا، اور ہوش میں موجود، مریضوں اور صحت مند افراد کے گروپس کی’’ای۔ای۔جی، ریڈنگز‘‘ کے ساتھ موازنہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں یہ تجزیہ سامنے آیا کہ زندگی کے آخری لمحات میں جب جسم سے روح کا تعلق ختم ہو رہا ہوتا ہے، تو اس وقت بھی انسان کا دماغ اردگرد کی آوازوں کا تجزیہ بالکل اسی طرح کر رہا ہوتا ہے، جیسے کسی صحت مند نوجوان فرد کا کرتا ہے، اگرچہ قریب المرگ شخص کی طرف سے اس پر کوئی ردِعمل نظر نہ آئے (اسلام بھی بحکمِ الٰہی مرنے کے وقت بلکہ مرنے کے بعد مخصوص شعور وادارک کا قائل ہے، جو انسانوں کے اعمال کے مختلف ہونے سے کم، یا زیادہ ہوسکتا ہے)

زندگی کے آخری لمحات گزارنے والے اشخاص کے قریب، مخصوص انداز سے مختلف دھنیں بجائی گئیں، اور مخصوص دماغی سگنلز’’ایم۔ایم۔این، پی3اے، اور پی3بی‘‘ کو دیکھا گیا، جو اس وقت دیکھنے میں آتے ہیں، جب دماغ، خلافِ معمول آوازوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے، قریبُ المرگ مریضوں میں ان سگنلز کے ردِّعمل کو دھنوں میں تبدیلی کے دوران دیکھا گیا، تو ان لوگوں کی حسِ سماعت موت سے کچھ وقت قبل اسی طرح کام کر رہی تھی، جیسے نوجوان اور صحت مند لوگوں کی حسِ سماعت کام کرتی ہے، قریبُ المرگ افراد کے دماغ، موت سے کچھ لمحات قبل مخصوص آوازوں کو شناخت کرتے ہوئے محسوس کیے گئے، مگر سائنس دانوں کو یہ واضح نہیں ہوا کہ اس حالت میں کوئی فرد شعوری طور پر الفاظ، یا معنیٰ سمجھ پاتا ہے، یا نہیں (مذہبِ اسلام میں یہ سب کچھ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے)

سائنس دانوں کے سامنے اس قسم کے نتائج سے عندیہ ظاہر ہوا کہ قریبُ المرگ افراد اپنے محبوب لوگوں کی آواز پر توجہ دے سکتے ہیں اور انہیں اچھی آوازوں اور اچھی باتوں سے سکون مل سکتا ہے۔

قریبُ المرگ بہت سے افراد کو موت سے پہلے حیران کن خواب اور ایسی چیزیں بھی نظر آئیں، جو اِن کے اندر موت کا ڈر کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں (جیسا کہ نیک لوگوں کے متعلق اسلام

www.idaraghufran.org

کا دعویٰ ہے، جن کو اچھی اور مانوس شکل اور انداز میں فرشتے نظر آتے ہیں)

''سینٹر فار ہوسپلسی اینڈ پالیاٹیو کیئر'' کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ زندگی کے اختتام پر خواب، اور مختلف تصورات موت کا قدرتی حصہ ہیں، اور بہت سے لوگوں کے لیے ایسے خواب سکون بخش، حقیقت پسندانہ اور معنویت کے حامل ہوتے ہیں (اسلام کی رُو سے نیک آدمی کی روح قبض ہونے کا سماں، حقیقت پسندانہ اور سکون بخش ہوتا ہے)

تحقیق کے دوران زیادہ تر قریبُ المرگ مریضوں کے ایسے خوابوں اور تصورات کے تجربات کو بہت گہرا قرار دیا گیا، مگر محققین کے مطابق موت کے عمل کا یہ منظر نظروں سے اوجھل پہلو ہے (اسلامی تعلیمات کا خلاصہ بھی اسی کے قریب ہے)

قریبُ المرگ بہت سے افراد سے بات کر کے سائنسدانوں نے خوابوں اور دیگر نظر آنے والی چیزوں، اور موت کے درمیان وقت، اور دیگر پہلوؤں کا بھی تجزیہ کیا، جس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ قریبُ المرگ افراد کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ موت کی جانب بڑھ رہے ہیں، یا خود کو مرا ہوا دیکھ رہے ہیں (احادیث میں بھی اسی طرح کا ذکر آیا ہے)

تحقیق کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ قریبُ المرگ افراد کو، خوابوں اور تصورات میں، بلکہ کھلی آنکھوں سے، فوت شدہ رشتے دار اور دوست نظر آتے ہیں، اور ان کے لیے فوت شدہ افراد کو دیکھنا ذہنی طور پر اطمینان بخش ہوتا ہے، خاص طور پر موت کا وقت قریب آنے پر فوت شدہ محبوب افراد کا نظر آنا بہت زیادہ ہو جاتا ہے، جو مرنے والے لوگوں کو ذہنی طور پر آخری وقت کے لیے تیار کرنے میں مدد دیتا ہے (عالَمِ برزخ میں موجود ارواح سے مخصوص تعلق کا ہونا، اسلام کی رُو سے بھی صحیح ہے)

مرض الموت میں مبتلا، بہت سے لوگوں کے حالات سے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کئی روحانی اور جسمانی تجربات سے گزرتے ہیں، جیسے روح کا جسم سے باہر نکلنا، خیالات کی دوڑ اور وقت کا احساس تھم جانا وغیرہ (یہ چیزیں بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں)

ڈنمارک میں ہونے والی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ قریبُ المرگ کے لمحات سے گزرنے والے 87 فیصد افراد کو وقت کے غیر معمولی تصور کا تجربہ ہوا، خیالات کی رفتار بہت تیز ہو جانے کا سامنے

کرنے والے افراد کی شرح 65فیصد رہی، جبکہ روح جسم سے الگ ہونے کا تجربہ 53فیصد افراد کو ہوا۔

جبکہ بہت سے افراد کو فرشتوں کی آوازیں سننے کے ساتھ اپنی زندگی کو آنکھوں کے سامنے بجلی کی طرح گزرتے دیکھنے کا بھی سامنا ہوا (اسلام کی رُو سے نیک وبد کی روح تیزی کے ساتھ اوپر جاتی ہے، اور نیک وبد کے اعتبار سے اس کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے)

اسی طرح کچھ افراد نے ایک تاریک سرنگ کے ایک کونے میں چمکدار روشنی کو دیکھنے کے بارے میں بتایا، جبکہ کچھ کا کہنا تھا کہ انہیں اس طرح کے سکتے سے قبل اپنے ارگرد کسی اور کی موجودگی کا احساس بھی ہوا (یہ احساس اسلام کی رُو سے روح قبض کرنے والے فرشتوں کا ہے)

اہلِ سائنس کا کہنا تھا کہ ہم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس طرح کے تجربات اور انتہائی گہری نیند کے درمیان تعلق موجود ہے، جس کے بارے میں فی الحال تفصیلات موجود نہیں۔

سائنسدانوں نے انتہائی محنت اور جدوجہد کے بعد جو چیزیں معلوم کیں، اور جو تفصیلات ابھی تک ان کو معلوم نہ ہوسکیں، ان سب کے بارے میں قرآن وسنت میں بہت پہلے اصولی روشنی ڈال دی گئی تھی، اور بتلادیا گیا تھا کہ نیند، دراصل موت کی بہن ہے، لہٰذا موت کے وقت نیند اور خواب جیسی کیفیت کا احساس، اور دنیا کے ساتھ ساتھ عالمِ برزخ اور وہاں پر موجود افراد سے رابطہ وتعلق کی ملی جلی کیفیات ہوتی ہیں، اور مرنے کے وقت، بلکہ مرنے کے بعد بھی مُردہ میں فی الجملہ شعور وادراک ہوتا ہے، جس کے اثرات، ہر شخص کے ایمان ویقین اور اعمال وافعال کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔

لیکن مسلمانوں کے لیے یہ بڑے المیہ کی بات ہے کہ وہ اصولی باتوں کو نظرانداز کرکے، بعض فروعی اور جزوی باتوں، اور ان میں بھی ایسی کیفیات پر لڑتے جھگڑتے ہیں، جن کی اصل حقیقت کا مکمل اظہار مرنے والے پر ہی ہوتا ہے، زندہ شخص کے لیے ان کیفیات کی مکمل ترجمانی اور افہام وتفہیم اور ہر ایک مرنے والے کے حق میں جزئیات کو متعین کرنا مشکل ہے، اور اس طرح پھر اس کے نتیجے میں سماعِ اموات اور حیات فی القبور کے مسائل میں ان نکات پر بحث ومباحثہ اور مناظرہ ومجادلہ کرکے تماشہ بنایا جاتا ہے، جبکہ عالمِ برزخ کی تمام کیفیات وحالات کو علی الاطلاق سب کے حق میں متعین و متشخص کرنا مشکل ہے۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران:قسط5،آیت نمبر14تا18) مفتی محمد رضوان

انسان کے لیے شہوات کی محبت،مزین کردی گئی

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ.قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ.اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ.شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورة آل عمران، رقم الآيات ۱۴، تا۱۸)

ترجمہ: مزین کردی گئی،لوگوں کے لیے،شہوات کی محبت،یعنی عورتوں اور بیٹوں اور جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے خزانوں ،اور نشان زدہ گھوڑوں، اور چوپاؤں اور کھیتی(کی محبت) یہ حیاۃِ دنیا کا سامان ہے،اور اللہ کے پاس عمدہ ٹھکانہ ہے۔ کہہ دیجیے آپ! کیا میں خبر دے دوں تم کو، ان سے بہتر کی، ان لوگوں کے لیے، جو تقویٰ اختیار کریں،ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں، جاری ہیں،ان کے نیچے سے نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ (متقی) ان میں،اور بیویاں ہیں پاکیزہ،اور رضامندی ہے،اللہ کی طرف سے،اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے، بندوں کو۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب !بے شک ہم ایمان لائے،پس مغفرت کردیجیے ہمارے لیے، ہمارے گناہوں کی،اور بچا لیجیے ہمیں، آگ کے عذاب سے۔ جو صبر کرنے والے ہیں،اور سچے ہیں، اور اطاعت کرنے والے ہیں،اور خرچ کرنے والے ہیں،اور مغفرت طلب کرنے والے

ہیں، سحری کے اوقات میں۔ گواہی دی، اللہ نے کہ بے شک نہیں ہے کوئی معبود، سوائے اس کے، اور فرشتوں نے، اور علم والوں نے، قائم رہتے ہوئے انصاف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبود، مگر وہی، جو کہ عزیز ہے، حکیم ہے (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ لوگوں کے لیے شہوات کی محبت، مزین کردی گئی ہے، یعنی شہوت والی چیزوں کی محبت لوگوں کو مزین، اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے، پھر شہوات کی مزین محبت میں عورتوں اور بیٹوں اور سونے، چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانوں اور نشان زدہ گھوڑوں، اور چوپاؤں، اور کھیتی کا ذکر کیا گیا۔

یہی چیزیں بنیادی طور پر ایسی ہیں، جن کی شہوت کی محبت لوگوں کے لیے مزین اور خوشنما ہے، اور عادتاً لوگ، ان چیزوں کی محبت میں مبتلا ہوکر آخرت سے غفلت اختیار کرتے ہیں۔

عورتوں اور بیٹوں کی محبت کا حال، تو سب کو معلوم ہے، سونے، چاندی، مال مویشی اور کھیتی باڑی کی فکر کے پیچھے بھی عام طور پر بیوی اور اولاد کی ضروریات وخواہشات ہی کارفرما ہوتی ہیں، جس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

سونے، چاندی کی محبت میں وہ چیزیں بھی داخل ہیں، جو مختلف جہات سے، سونے چاندی کے قائم مقام سمجھی جاتی ہیں، جیسا کہ کرنسی وغیرہ۔

اور جمع کیے ہوئے خزانوں میں بینکوں میں اور دوسرے طریقوں سے جمع شدہ اور ذخیرہ کردہ چیزیں بھی داخل ہیں، جن کو بڑے بڑے مالدار اور ذخیرہ اندوز جمع کر کے رکھتے ہیں، وہ ان مالوں کی صحیح طرح زکاۃ بھی ادا نہیں کرتے، اور ذخیرہ اندوزی کر کے عوام کو بے جا تکلیف بھی پہنچاتے ہیں، اور مہنگے ترین داموں فروخت کر کے، عوام کا خون چوستے ہیں۔

جبکہ بہت سے لوگ عالی شان گھوڑوں کی محبت میں مبتلا ہیں۔

پہلے زمانوں میں جو کام گھوڑوں کے ذریعے ہوتے تھے، آج کے دور میں وہ کام، مختلف قسم کی

گاڑیوں وغیرہ کے ذریعے ہوتے ہیں، لہٰذا اس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں، جو مختلف گاڑیوں اور سواریوں کی محبت میں مبتلا ہیں، اوران میں آئے دن متنوع اور متشکل درجات کو تلاش کرتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ چوپاؤں اور کھیتی کی محبت میں مبتلا ہیں، جیسا کہ کھیتی باڑی کرنے والے، اور مختلف قسم کے جانوروں کے بیوپار۔

ان سب چیزوں کا ذکر کرکے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ دنیاوی زندگی کا سامان اور دنیا کے استعمال کی چیزیں ہیں، جو یہیں رہ جائیں گی، کوئی بھی اپنے ساتھ لے کر نہیں جائے گا، اور دنیا کی زندگی عارضی ہے، لہٰذا دنیا کی ان چیزوں سے فائدہ اٹھانا بھی عارضی ہے، اس اعتبار سے ان کی حیثیت ''ٹیشو پیپر'' سے زیادہ نہیں، پس ان چیزوں کی بے جا محبت کا کیا فائدہ؟ اور ان کو مزین کرنے میں بھی انسان کی آزمائش پیشِ نظر ہے۔

اسی لیے حدیث شریف میں آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت کو مچھر کے پَر کے برارب بھی حیثیت نہیں دی گئی۔

اس لیے دنیا کے ساز وسامان کی زیب وزینت اور خوبصورتی وخوشنمائی، کے بجائے اللہ کے پاس عمدہ ٹھکانے کو تلاش کرنے اور اختیار کرنے کی جستجو کرنی چاہیے۔

پھر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ فرمایا کہ دنیا کے ساز وسامان اور دنیا کی مزین اور مرغوب چیزوں سے بہتر، اللہ کے پاس جنتیں ہیں، جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، جن میں پاکیزہ اور صاف ستھری بیویاں ہیں، جو دنیا کی عورتوں کے مقابلے میں ہرطرح کی ظاہری وباطنی اور جسمانی وروحانی، ذہنی واخلاقی گندگیوں وغیرہ سے پاک ہیں، اور یہ متقی لوگوں کے لیے ہیں، ان جنتوں میں وہ متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے، اور سب سے بڑی نعمت اور خیر کی چیز جو حاصل ہوگی، وہ اللہ کی رضامندی ہے، جس پر بہت سی نعمتیں مرتب ہوں گی، لہٰذا دنیاوی ساز وسامان کے درپے ہونے کے بجائے، تقویٰ اختیار کرکے، آخرت کی ان نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اور اللہ کو سب بندوں کی حالت اور عمل کا پوری طرح علم ہے، وہ سب کے اعمال اور احوال پر نظر رکھتا

ہے، اور اسے ہر انسان کے حقیقی، یا مصنوعی تقوے کا علم ہے، اور کتنا تقویٰ، کس بندے میں ہے، اس کا بھی بخوبی علم ہے، اللہ کی طرف سے، اسی کے مطابق اس کے ساتھ جزا وسزا کا معاملہ ہوگا۔

اس کے بعد تیسری اور چوتھی آیت میں متقی لوگوں کی اہم صفات بیان کی گئیں، جو مذکورہ نعمتوں کے مستحق ہیں، اور وہ، ایسے لوگ ہیں، جو رب تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور جہنم کے عذاب سے حفاظت کی رب تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں، اور صبر کرتے ہیں، اور اپنے قول وفعل میں سچے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں، اور اپنے مالوں کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں، اور خاص کر سحری کے اوقات میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، جس میں دعاء وذکر کرنا، اور نماز پڑھنا سب داخل ہے۔

اس کے بعد پانچویں آیت میں، اللہ تعالیٰ نے اپنے معبودِ واحد ہونے کی گواہی دی ہے، اور فرشتوں اور علم والوں کی گواہی دینے کا بھی ذکر فرمایا ہے، انصاف پر قائم رہتے ہوئے، اور پھر اپنے معبودِ واحد ہونے، کے ساتھ عزیز اور حکیم ہونے کی صفات کا ذکر فرمایا۔

''عزیز'' سے مراد، ایسی طاقت وقوت والا ہونا ہے، جس کی طاقت وقوت سب پر غالب ہو، اور ''حکیم'' سے مراد، ایسی حکمت والا ہونا ہے، جس کی حکمت سب سے زیادہ ہو۔

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی دنیا کی چیزوں اور دنیا کے ساز وسامان، کی محبت اور ان چیزوں کے ذریعے سے آزمائش کا ذکر کیا گیا ہے، اور حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے زیب وزینت کو اختیار کرنے کی اجازت اور حکم دیا گیا ہے۔

اگر جائز زینت کو اپنے درجہ پر رکھ کر استعمال کیا جائے، تو وہ جائز ہے، لیکن اس میں غلو واسراف کرنا اور اس کو مشغلہ، یا مقصدِ زندگی بنالینا، یا اس کی وجہ سے آخرت سے غفلت اختیار کرنا جائز نہیں۔

چنانچہ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَـابَـنِـيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّـهٗ لَا يُـحِـبُّ الْـمُـسْـرِفِيْـنَ .قُـلْ مَـنْ حَـرَّمَ زِيـنَـةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالـطَّيِّبَـاتِ مِـنَ الرِّزْقِ قُلْ هِـيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ

الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ .قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة الأعراف، رقم الآيات ٣١ الیٰ ٣٣)

ترجمہ:اے آدم کی اولاد،اختیار کروتم اپنی زینت کو ہر نماز کے وقت،اور کھاؤتم پیوتم،اور نہ اسراف کروتم، بیشک وہ نہیں پسند کرتا اسراف کرنے والوں کو۔ کہہ دیجیے آپ کہ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو، جو نکالی اس نے اپنے بندوں کے لیےاور پاکیزہ چیزیں رزق کی؟ کہہ دیجیے آپ کہ وہ ان لوگوں کے لیے ہیں، جو ایمان لائے دنیوی زندگی میں،خالص طور پر قیامت کے دن،اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں ہم،آیات کو اس قوم کے لیے جو جانتے ہیں، کہہ دیجیے آپ کہ بس حرام کیا،میرے رب نے بے حیائی کی باتوں کو جو ظاہر ہیں،ان میں سے اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کواور بغاوت کو ناحق طریقے سے اور یہ کہ شریک ٹھہراؤتم،اللہ کے ساتھ اس چیز کو،نہیں نازل کی اس نے اس کی کوئی دلیل اور یہ کہ تم کہو،اللہ پر وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو(سورہ اعراف)

اس سے معلوم ہوا کہ جائز درجہ میں زیب وزینت حلال ہے۔

سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ أَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورة الأنفال، رقم الآية ٢٨)

ترجمہ: اور جان لوتم کہ بس تمہارے مال اور تمہاری اولاد، فتنہ ہے، اور بیشک اللہ کے پاس اجرِ عظیم ہے(سورہ انفال)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا مال ودولت اور اولاد، انسان کے لیے فتنہ وآزمائش ہے، اور اس کے مقابلے میں آخرت میں اللہ کے پاس اجروثواب عظیم ہے۔

اورسورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (سورة التوبة، رقم الآية ۲۴)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں تم کوڈر ہو، سستا ہونے کا، اور وہ گھر جن میں (رہنے) کو تم پسند کرتے ہو(اگر یہ چیزیں) زیادہ محبوب ہوں تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے، تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیج دے (سورہ توبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ آباء واجداد، رشتہ داروں، بیویوں اور کنبے اور دنیا کے مال ودولت اور تجارت کی محبت کا اللہ اور اس کے احکام سے زیادہ ہونا، اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

اور سورہ توبہ ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (سورة التوبة، رقم الآية ۳۸)

ترجمہ: کیا تم راضی ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کے مقابلہ میں، سو نہیں ہے دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں، مگر بہت کم (سورہ توبہ)

اس آیت سے بھی دنیا کے سامان کا آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہونا معلوم ہوا۔

اور سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ (الرعد، رقم الآية ۲۶)

ترجمہ: اللہ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو، جس کے لئے چاہے، اور تنگ کر دیتا ہے، اور خوش ہیں یہ لوگ، دنیا کی زندگی کے ساتھ، اور نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں

مگر تھوڑا سا سامان (سورہ رعد)

معلوم ہوا کہ دنیا کی زندگی اور اس کا سامان، آخرت کے مقابلے میں بہت قلیل اور حقیر ہے۔

اور سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (سورة الكهف، رقم الآية ٧)

ترجمہ: بے شک ہم نے بنادیا ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں، زینت (زمین) اس کے لیے، تاکہ آزمائیں ہم انھیں کہ ان میں سے کون ہے، اچھا عمل کے اعتبار سے (سورہ کہف)

اس سے معلوم ہوا کہ زمین پر زیب وزینت اور رونق کی چیزوں سے بندوں کا امتحان وآزمائش مقصود ہے۔

اور سورہ کہف ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ أَمَلًا (سورة الكهف، رقم الآية ٤٦)

ترجمہ: مال اور بیٹے زینت ہیں دنیا کی زندگی کی، اور باقی رہنے والے نیک اعمال ہیں، جو بہتر ہیں، آپ کے رب کے نزدیک، ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہیں آرزو کے اعتبار سے (سورہ کہف)

اس سے مال اور اولاد کا دنیا کی زندگی کی زینت ہونا معلوم ہوا۔

اور سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى (سورة طٰهٰ، رقم الآية ١٣١)

ترجمہ: اور نہ اٹھایئے آپ اپنی آنکھیں ان چیزوں کی طرف، جو ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیا کی زندگی کی زینت کے طور پر برتنے کے لیے دی ہیں، تاکہ آزمائیں ہم ان کو ان (چیزوں) میں اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے، اور سب سے

زیادہ باقی رہنے والا ہے (سورہ طٰہٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی مختلف چیزیں، آزمائش کے طور پر ہیں۔

اور سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ . أَفَمَنْ وَّعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (سورة القصص، رقم الآيات ٦٠، ٦١)

ترجمہ: اور جو دی گئی تم کو کوئی چیز بھی، تو وہ سامان ہے، دنیا کی زندگی کا اور اس کی زینت ہے، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ بہتر ہے، اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، کیا پس تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ کیا پھر وہ شخص کہ وعدہ کیا ہم نے اس سے اچھا وعدہ، جس کو وہ پانے والا ہے، اس شخص کی طرح ہے، کہ جس کو سامان دیا ہم نے دنیا کی زندگی کا، پھر وہ قیامت کے دن حاضر کیے ہوئے لوگوں میں سے ہوگا (سورہ قصص)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت سے، اللہ کے پاس کا اجر وثواب بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

اور سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (سورة غافر، رقم الآية ٣٩)

ترجمہ: اے میری قوم! بس یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا سامان ہے، اور بے شک آخرت ہی قرار (یعنی ٹھہرنے اور سکون حاصل کرنے) کا گھر ہے (سورہ غافر)

اس سے بھی دنیا کے سامان کا آخرت کے مقابلے میں، کمزور اور حقیر ہونا معلوم ہوا۔

اور سورہ شوریٰ ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى لِلَّذِيْنَ

آمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (سورة الشورىٰ، رقم الآية ٣٦)

ترجمہ: پس وہ چیز جو عطا کی گئی تم کو، جو کچھ بھی ہو، پس وہ سامان ہے دنیاوی زندگی کا، اور وہ چیز جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والی ہے، ان کے لئے جو ایمان لائے، اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (سورہ شوریٰ)

اس آیت کا مفہوم بھی گزشتہ آیت کے مطابق ہے۔

اور سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِعْلَمُوْا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (سورة الحديد، رقم الآية ٢٠)

ترجمہ: جان لو کہ بس دنیا کی زندگی کھیل اور تماشہ اور زینت کی چیز ہے، اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے، اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا ہے، اس بارش کی طرح جس سے اگنے والی کھیتی نے کاشتکاروں کو خوش کر دیا، پھر وہ پک جاتی ہے، پھر تو اسے دیکھتا ہے کہ زرد ہے، پھر وہ چورا بن جاتی ہے اور آخرت میں بہت سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں (سورہ حدید)

اور سورہ تغابن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاللّٰهُ عِنْدَهٗ أَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورة التغابن، رقم الآية ١٥)

ترجمہ: بس تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے پاس اجرِ عظیم ہے (سورہ تغابن)

مذکورہ آیات سے، آخرت کا دنیا کے مقابلے میں اہم ہونا معلوم ہوا۔

احادیث سے بھی ان چیزوں کی تائید ہوتی ہے۔

www.idaraghufran.org

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهِ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ(مسلم، رقم الحديث ٢٧٤٢"٩٩")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ ونائب بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا(مسلم)

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ " :إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَإِنَّ فِتْنَةَ أُمَّتِي الْمَالُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٧٤٧١)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے، اور میری امت کا فتنہ ''مال'' ہے(مسند احمد)

حضرت اسامہ بن زید اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (سنن الترمذی، رقم الحديث ٢٧٨٠)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد لوگوں میں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا، مَردوں کے لیے، عورتوں سے بڑھ کر(ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ، وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ(مسلم، رقم الحديث ٢٨٢٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کو ناپسندیدہ چیزوں (اور تکلیفوں) سے گھیر دیا گیا ہے، اور جہنم کو شہوت کی باتوں سے گھیر دیا گیا ہے(مسلم)

www.idaraghufran.org

جلد1
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد2
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد3
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...النظر والفکر فی مبداء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبداءِ السفر قبل مبداءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد4
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیر اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قراءت کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد5
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل زمین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد6
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد7
علمی و تحقیقی رسائل
متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد8
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد9
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد10
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ
رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام
نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اصلاح وترمیم شدہ جدید ایڈیشن
ماہِ محرمُ الحرام کے فضائل واحکام
اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلے میں ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام
ماہِ محرمُ الحرام سے اسلامی سال کے آغاز وسنِ ہجری کا تعلق
دینی احکام میں اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت
دس محرم کے دن نفلی روزہ وغیرہ کی فضیلت واہمیت اور اس سلسلہ میں متفرق احکام
مؤلف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

حوائج کو راز داری میں رکھنے کا حکم

مختلف احادیث وروایات میں اپنی حوائج وضروریات کو راز داری میں رکھنے، ان چھپانے اور مخفی رکھنے کا ذکر آیا ہے، پہلے اس طرح کی چند روایات باحوالہ نقل کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ، تشریح وتوضیح ذکر کی جائیں گی۔

امام ابنِ حبان نے ''روضةُ العقلاء ونزهةُ الفضلاء'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعِيْنُوْا عَلَى الْحَوَائِجِ بِكِتْمَانِ السِّرِّ فَإِنَّ لِكُلِّ نِعْمَةٍ حَاسِدًا(روضة العقلاء ونزهة الفضلاء، لابنِ حبان، ص۱۸۷، ۱۸۸، ذكر الحث على لزوم كتمان السر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حوائج وضروریات پر راز کو چھپانے کے ذریعے سے مدد حاصل کرو، کیونکہ ہر نعمت کا کوئی ''حاسد'' ہوتا ہے(روضۃ العقلاء)

اور بظاہر اس حدیث کی سند ''حسن'' معلوم ہوتی ہے، ابنِ حبان نے اس کو روایت کرنے کے بعد اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔ [1]

اور ناصرُ الدین البانی صاحب نے بھی اس حدیث کو سند کے اعتبار سے ''حسن'' اور ''عمدہ''

---

[1] لیکن ابنِ حبان نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس کی سند ''غریب واجنبی'' ہے، اگر ''عروہ'' سے ''ابنِ زبیر بن عوام'' مراد ہوں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ''عروہ بن زبیر'' کی تو دوسری روایات میں تصریح کی گئی ہے، اور سند کا ''غریب'' ہونا، یہاں مؤثر معلوم نہ ہوا۔

قال أبُو حاتم ابنِ حبان:

هـذا إسناد حسن وطريق غريب إن كان عروة هذا هو ابن الزبير بُن العوام(روضة العقلاء ونزهة الفضلاء، لابنِ حبان، ص۱۸۷، ۱۸۸، ذكر الحث على لزوم كتمان السر)

www.idaraghufran.org

کہا ہے۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ تم اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کا لوگوں کے سامنے اظہار نہ کرو، اس کے نتیجے میں تمہاری ضروریات وحاجات کے پورا ہونے میں، اوران کولوگوں سے مخفی اور رازداری میں رکھنے سے، ان ضروریات وحاجات کے پورا ہونے میں، مدد حاصل ہوتی ہے، اوران کولوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے ضروریات وحاجات کے پورا ہونے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اور حاسدین کی نظرِ بداور سازشوں کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے، جس کی مزید تشریح آگے آتی ہے۔

امام طبرانی وغیرہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سند سے ان الفاظ میں حدیث کوروایت کیا ہے کہ:

”اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى إِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ، فَإِنَّ كُلَّ ذِىْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ“

”یعنی تم حوائج کو پورا کرنے پر اُن کو چھپانے کے ذریعے سے مدد حاصل کرو، کیونکہ ہر نعمت پر حسد کیا جاتا ہے“ [2]

لیکن اس روایت میں موجودہ، ایک راوی ”سعید بن سلام“ کوامام احمد وغیرہ نے ”جھوٹا“ قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ روایت کومحدثین نے سند کے اعتبار سے ”غیر معتبر“ قرار دیا ہے۔ [3]

اس طرح کی روایات اورسندوں سے بھی مروی ہیں، مگران کی سندیں بھی غیر معمولی کمزور ہیں۔

---

[1] قال الالبانی:وإسناد أبی هريرة حسن فی نقدی، وقد خرجت ذلک کله فی "الصحيحة (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۹۴۴)

وقال ايضاً:قلت: فالحديث بهذا الإسناد جيد عندی .والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۴۵۳)

[2] حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ سَلَّامٍ الْعَطَّارُ، ثنا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِينُوا عَلَى إِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ، فَإِنَّ كُلَّ ذِی نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۸۳)

[3] حديث :استعينوا على إنجاح الحوائج بالكتمان؛ فإن كل ذی نعمة محسود .رواه سعيد بن سلام العطار البصری :عن ثور بن يزيد؛ عن خالد بن معدان، عن معاذ .وسعيد كذاب .ورواه حسين بن علوان : عن ثور، وهو متروک الحديث .وقد روی عن حفص بن غياث :ولم يروه عنه ثقة .ورواه طاهر بن الفضل الحلبی :عن حجاج بن محمد الأعور، عن ابن جريج، عن عطاء ، عن ابن عباس .هذا ما وضعه طاهر على حجاج(ذخيرة الحفاظ، ج ۱،ص۳۹۵، تحت رقم الحديث ۴۹۵)

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ نعمت سے حسد کرنے والے ہوتے ہیں، پس تم اُن سے اپنے آپ کو بچا کر رکھو‘‘[1]

مذکورہ روایت کی سند میں اگرچہ ’’ضعف‘‘ پایا جاتا ہے۔[2]

لیکن مذکورہ روایت میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے، وہ واقعہ کے مطابق ہے، کیونکہ اہلِ نعمت سے حسد کرنے والے بہت ہوتے ہیں، اوراس کی تائید، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث سے ہوتی ہے، جس میں اپنی حاجات کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، تا کہ حاسدین کی دسترس سے محفوظ رہا جاسکے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ’’حوائج‘‘ کو چھپا کر اپنی حوائج وضروریات میں مدد حاصل کرنے کی حدیث مختلف سندوں سے مروی ہے، اور اس طرح کی مروی روایات کی، اکثر سندوں میں غیرمعمولی ضعف پایا جاتا ہے، البتہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی حدیث کی سند ’’حسن‘‘ ہے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ اپنی ’’حوائج وضروریات‘‘ کو لوگوں سے چھپانے اور مخفی رکھنے کی تشریح کرتے ہوئے، بعض محدثین نے تو یہ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے اپنی حوائج وضروریات کا سوال نہ کرو، بلکہ اپنی حوائج وضروریات کا اللہ ہی سے سوال کرو، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے، بندہ کی حوائج وضروریات کا انتظام ہوتا ہے، جیسا کہ مختلف احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔[3]

---

[1] حدثنا محمد بن نصير الأصبهانی، ثنا إسماعيل بن عمرو البجلی، ثنا محمد بن مروان، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: إن لأهل النعم حسادا، فاحذروهم(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٦٧٧٢)

[2] قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه إسماعيل بن عمرو البجلی، وهو ضعيف وقد وثقه ابن حبان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٣٧٨٤ ،باب كتمان الحوائج)

[3] عن حكيم بن حزام رضی الله عنه، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: اليد العليا خير من اليد السفلی، وابدأ بمن تعول، وخير الصدقة عن ظهر غنی، ومن يستعفف يعفه الله، ومن يستغن يغنه الله(بخاری، رقم الحديث ١٤٢٧)

www.idaraghufran.org

اور بعض حضرات نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ انسان کو اپنی ذاتی ونجی پیش آنے والی حوائج وضروریات اور حالات وواقعات کا ہر کس وناکس کے سامنے ذکر نہیں کرنا چاہیے، اس کے بجائے اپنے ذاتی اور نجی حالات وواقعات کو حتی الامکان دوسروں سے مخفی رکھنا چاہیے، کیونکہ انسان کو جو نعمت حاصل ہو چکی ہوتی ہے، یا حاصل ہونے والی ہوتی ہے، اس سے ایک تو حاسدین کو چڑ پیدا ہوتی ہے، دوسرے اس کی وجہ سے ''حاسدین'' بھی پیدا ہوتے ہیں، اور ان کی نظرِ بد، نیز ان کے شر سے اپنی ضروریات اور چیزوں کو محفوظ رکھنا، مشکل ہو جاتا ہے۔

اور بظاہر یہی مطلب زیادہ راجح بھی ہے، کیونکہ معتبر حدیث میں اپنی حوائج کو چھپانے اور مخفی رکھنے کی دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ:

''فَإِنَّ لِكُلِّ نِعْمَةٍ حَاسِدًا'' ''یعنی ہر نعمت کا کوئی ''حاسد'' ہوتا ہے''

اور یہ دلیل اسی دوسری اور آخری تشریح پر زیادہ بہتر طریقے سے منطبق ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے عقلاء وحکماء کے اقوال سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

جن میں سے بعض اقوال کو امام مناوی نے مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اپنی تالیف ''فیض القدیر'' میں ذکر کیا ہے۔

چنانچہ بعض حکماء کا یہ قول ہے کہ:

''من كتم سره كان الخيار إليه ومن أفشاه كان الخيار عليه''

''یعنی جو شخص اپنے راز کو چھپائے گا، تو خیر اس کے حق میں مقدر ہوگا، اور جو اپنے راز کا افشاء کرے گا، تو وہ خیر سے محروم ہو جائے گا، اور اس کے بجائے شر میں مبتلا ہو جائے گا''

اور بعض حکماء کا یہ قول ہے کہ:

''وكم من إظهار سر أراق دم صاحبه ومنع من بلوغ مأربه ولو كتمه كان من سطوته آمنا ومن عواقبه سالما وبنجاح حوائجه فائزا''

''یعنی کتنی راز داریوں کے اظہار نے لوگوں کا خون بہا دیا، اور مقاصد کو حاصل کرنے

سے محرومی پیدا کردی، اور اگر وہ اپنے راز کو چھپاتے ، تو وہ دشمنوں کی دسترس سے مامون اور نتائجِ بد سے محفوظ ہوجاتے،اور اپنی حوائج کے پورا کرنے میں کامیاب ہوجاتے‘‘

اور بعض حکماء کا یہ قول ہے کہ:

’’سرک من دمک فإذا تکلمت فقد أرقته‘‘

’’یعنی آپ کا راز، آپ کے خون سے تعلق رکھتا ہے، اگر آپ اس راز کا زبان سے اظہار کردو گے،تو گویا کہ آپ اپنے خون کو بہا دو گے‘‘

اور بعض حضرات نے’’انوشروان‘‘ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

’’من حصن سرہٗ فلہ بتحصینہ خصلتان الظفر بحاجتہ والسلامۃ من السطوات‘‘

’’یعنی جس نے اپنے راز کو محفوظ رکھا، تو اس کی وجہ سے، اسے دو خصلتیں حاصل ہوں گی، ایک اپنی حاجت میں کامیابی، اور دوسری دشمنوں وحاسدوں کی دسترس سے سلامتی‘‘

اور بعض حکماء کا یہ قول ہے کہ:

’’انفرد بسرک ولا تودعہ حازما فیزول ولا جاھلا فیحول‘‘

’’یعنی تم اپنے راز کو اپنے ساتھ خاص رکھو، اور اس کو عقلمند کے پاس ودیعت نہ رکھو، جس کی وجہ سے وہ راز زائل ہوجائے گا، اور نہ اس راز کو جاہل کے پاس ودیعت رکھو، ورنہ وہ تبدیل ہوجائے گا‘‘

البتہ اس حکم سے قابلِ مشورہ امور خارج ہیں، لیکن مشورہ بھی ایسے تجربہ کار اور صاحبِ معاملہ لوگوں سے کرنے کا حکم ہے، جو خیر خواہ ہوں، کیونکہ بہت سے لوگ مال وغیرہ میں تو امانت دار ہوتے ہیں، لیکن وہ رازداریوں پر امانت دار نہیں ہوتے، اور بعض اوقات رازداریوں کی حفاظت، مال کی حفاظت سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔

www.idaraghufran.org

اور بعض حکماء کا قول ہے کہ ''راز کو فاش کرنا، قلتِ صبر اور کم ظرفی کی نشانی ہے، جو کمزور لوگوں اور عورتوں اور بچوں میں پائی جاتی ہے''

اس کے علاوہ بھی راز داری کے فوائد ومنافع سے متعلق عقلاء وحکماء کے بہت سے اقوال ہیں۔ [1]

مذکورہ حدیث، موجودہ دور میں اُن لوگوں کے لیے عبرت وبصیرت کا سامان رکھتی ہے، جو سوشل میڈیا ''فیس بک، واٹس اپ'' وغیرہ کے ذریعے اپنے تمام حالات اور واقعات کو نشر کرتے رہتے ہیں، وہ اپنے ایسے نجی حالات کی بھی تشہیر وتبلیغ کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے، جو انتہائی راز داری کے امور پر مبنی ہوتے ہیں، اوراس فتنے میں موجودہ دور کے بہت سے صلحاء وعلماء بھی مبتلا ہیں، جو ہمہ وقت اپنی نقل وحرکت اور مافی الضمیر کا اظہار کرتے رہتے ہیں، اوروہ حالات شدہ شدہ بہت سے دشمنوں اور حاسدوں تک بھی پہنچتے رہتے ہیں، یا ان حالات وواقعات کو سُن کر حاسدین ومعاونین پیدا ہوتے رہتے ہیں، حدیث کی رُو سے یہ طرزِ عمل، سخت فتنے کا باعث ہے، جس کا

---

[1] (استعينوا على إنجاح الحوائج) لفظ رواية الطبراني استعينوا على قضاء حوائجكم (بالكتمان) بالكسر أى كونوا لها كاتمين عن الناس واستعينوا بالله على الظفر بها ثم علل طلب الكتمان لها بقوله (فإن كل ذى نعمة محسود) يعنى إن أظهرتم حوائجكم للناس حسدوكم فعارضوكم فى مرامكم.

وموضع الخبر الوارد فى التحدث بالنعمة ما بعد وقوعها وأمن الحسد.

وأخذ منه أن على العقلاء إذا أرادوا التشاور فى أمر إخفاء التحاور فيه ويجتهدوا فى طى سرهم.

قال بعض الحكماء من كتم سره كان الخيار إليه ومن أفشاه كان الخيار عليه.

وكم من إظهار سر أراق دم صاحبه ومنع من بلوغ مأربه ولو كتمه كان من سطوته آمنا ومن عواقبه سالما وبنجاح حوائجه فائزا.

وقال بعضهم سرك من دمك فإذا تكلمت فقد أرقته .

وقال أنو شروان من حصن سره فله بتحصينه خصلتان الظفر بحاجته والسلامة من السطوات.

وفى منثور الحكم انفرد بسرك ولا تودعه حازما فيزول ولا جاهلا فيحول.

لكن من الأسرار ما لا يستغنى فيه عن مطالعة صديق ومشورة ناصح فيتحرى له من يأتمنه عليه ويستودعه إياه فليس كل من كان على الأموال أمينا كان على الأسرار أمينا .والعفة عن الأموال أيسر من العفة عن إذاعة الأسرار.

قال الراغب: وإذاعة السر من قلة الصبر وضيق الصدور ويوصف به ضعف الرجال والنساء والصبيان والسبب فى صعوبة كتمان السر أن للإنسان قوتين آخذة ومعطية وكلتاهما تتشوف إلى الفعل المختص بها ولولا أن الله وكل المعطية بإظهار ما عندها لما أتاك بالأخبار من لم تزوده فصارت هذه القوة تتشوف إلى فعلها الخاص بها ففعلى الإنسان أن يمسكها ولا يطلقها إلا حيث يجب إطلاقها(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٩٨٥)

www.idaraghufran.org

موجودہ دور میں مختلف شکلوں اور صورتوں کے ذریعے مشاہدہ ہو رہا ہے۔

چنانچہ آج کل قتل وغارت گری اور چوری وڈاکے وغیرہ کے بہت سے حادثات، اُن حاسدین ومعاندین کی طرف سے، پیش آتے ہیں، جو دوسروں کے رازداری والے امور سے واقف ہوجاتے ہیں، بلکہ بہت سے لوگوں کو تو اِن رازداری والے امور سے آگاہ ہونے کے نتیجے میں ہی دوسرے سے حسد وعناد پیدا ہوجاتا ہے۔

گویا کہ یہ حدیث، موجودہ دور کے مذکورہ اور اس جیسے فتنوں سے آگاہی کی پیشین گوئی اور دلائلِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے۔

لیکن المیہ یہ ہے کہ آج کے دور میں عوام تو درکنار، بہت سے علماء وصلحاء کی بھی قرآن وسنت کی تعلیمات کی طرف توجہ اور ان کا علم نہیں، اس کے بجائے فضول ولایعنی چیزوں کی طرف توجہ زیادہ ہے۔ واللہ تعالٰی أعلم۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین   مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

بزرگی کا معیار قبر سے خوشبو وغیرہ کا آنا نہیں

(15شوال1440ہجری)

آج کل عجیب صورتِ حال ہے، دین کی اہم اور موٹی موٹی باتوں سے بھی لوگوں کی توجہ ہٹ گئی ہے، اور بہت سے اہلِ علم واصحابِ علم، کہلائے جانے والے حضرات بھی مختلف قسم کی غلط فہمیوں اور بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں، اوران میں اتنا زیادہ ابتلائے عام ہو چکا ہے کہ اب''اغـلاطُ العوام'' کے ساتھ ساتھ''**اغلاطُ العلماء**'' کو بھی واضح کرنے کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔

پھر بہت سی اغلاط تو ایسی ہیں کہ جو عوام الناس سے شروع ہوئیں، اور وہ رفتہ رفتہ اتنی مشہور ہو گئیں کہ بہت سے علماء بھی ان سے متاثر ہو گئے، خاص طور پر وہ علماء، جن کے علم کی رسائی، دین کے اصل مراجع تک بہت کم ہے۔

اور بعض اغلاط ایسی ہیں، جو علماء کے طبقہ میں ہی شروع ہوئیں، اور ان کے ذریعہ سے ہی عوامُ الناس میں پھیلیں، جو یا تو اسی قسم کے علماء سے شروع ہوئیں، جن کا پہلے ذکر ہوا، یا پھر ان غلطیوں کا سبب، کچھ معتبر ومستند حوالہ جات بھی ہیں، جن کا اصحابِ علم سے آغاز موجودہ نوعیت جیسا نہ تھا، بلکہ وہ اپنی حد پر ایک طرح سے درست اور جائز درجہ میں تھا، لیکن بعد کے حضرات کی طرف سے ان چیزوں کو اپنی حدود پر قائم نہ رکھا جاسکا، اوران میں بے اعتدالیوں اور افراط یا تفریط کا ارتکاب ہوا۔

ایسی اغلاط کو مستند علمائے سلف کی طرف منسوب کرنا درست نہیں، بلکہ ان غلطیوں کو بعد کے حضرات کی طرف ہی منسوب کرنا چاہیے۔

مثلاً آج کل بزرگی اور ولایت کے اصل معیار کو چھوڑ کر کئی دوسری چیزوں کو معیار بنایا جانے لگا ہے۔

www.idaraghufran.org

چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ فلاں بزرگ اتنے بڑے ولی تھے کہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔

کوئی کہتا ہے کہ فلاں صاحب اتنے بڑے بزرگ تھے کہ انہوں نے چالیس سال تک کسی سے بات تک نہ کی۔

کوئی کہتا ہے کہ فلاں اتنے بڑے بزرگ تھے کہ انہوں نے زندگی کا اتنا بڑا حصہ سب لوگوں سے الگ تھلگ فلاں جنگل، یا پہاڑ کی چوٹی پر گزار دیا۔

اور کوئی کہتا ہے کہ فلاں اتنے بڑے ولی اللہ اور اللہ کے مقرب بزرگ تھے کہ ان کی قبر سے خوشبو پھوٹ پڑی۔

حالانکہ بزرگیت اور ولایت کا اصل معیار، شریعت اور نبوت کی اتباع ہے۔

اگر کوئی اس اصل معیار پر پورا اترے، تو اس کو کسی دوسرے معیار کی ضرورت نہیں، اور اگر کوئی اس معیار پر پورا نہ اترے، تو اس کی بزرگی اور ولایت کے عنوان سے دوسری سینکڑوں علامات قائم کر دی جائیں، مگر اس کو حقیقی ولایت سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

اب جب ہم شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبویہ کو ملاحظہ کرتے ہیں، تو اس میں نکاح کا بھی ذکر ملتا ہے، اور بیوی بچوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں وغیرہ کے حقوق کا بھی ذکر ملتا ہے اور مسجد اور جامع مسجد وعیدگاہ جانے اور مسجد میں اعتکاف کرنے اور لوگوں سے سلام وکلام کرنے اور دوسروں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

پھر ان کی خلاف ورزی کو کیسے بزرگی اور ولایت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید اور صحیح حدیث میں کسی کی قبر سے خوشبو آنے کو ولایت اور بزرگی کی دلیل نہیں بتلایا گیا۔

اب اگر کسی متبعِ شریعت ومتبعِ سنت ولی اللہ کی قبر سے خوشبو نہیں آتی، تو اس کو بزرگی یا ولایت کے خلاف نہ کہا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی بدعتی اور غیر متبعِ سنت کی قبر سے خوشبو محسوس کی گئی، تو اس کو ولایت اور بزرگیت کی دلیل نہیں سمجھا جائے گا، ممکن ہے کہ کسی نے معتقد بنانے کے لیے قبر پر خوشبو ڈال دی ہو، یا مٹی میں

خوشبو ملا دی ہو، یا چھڑک دی ہو، جیسا کہ آج کل عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے، یا قبر پر گلاب وغیرہ کے پھول چڑھا دیے جاتے ہیں اور وہاں پر موجود لوگوں کو اس کی خوشبو محسوس ہونے لگتی ہے، اسی طرح کوئی خفیہ انداز میں بھی خوشبو کا انتظام کر سکتا ہے، ایسی صورت میں خوشبو کی وجہ، وہ مادی سبب ہی ہوگا، البتہ اتنا فرق ہوگا کہ ایک صورت میں وہ سبب ظاہر اور معلوم ہے، اور دوسری صورت میں ظاہر اور معلوم نہیں۔

آج کل ایسے غالی معتقدین، بلکہ ڈھونگی اور مکار لوگوں کی کمی نہیں، جو دوسروں کو معتقد بنانے کے لیے ایسی حرکتیں کرتے ہیں، اور بعض دنیا پرست لوگ تو اس قسم کے کاموں کے لیے مزدوری اور ملازمت پر لوگوں کو مقرر کر دیتے ہیں، جو عوام کے سامنے دوسرے کی بزرگیت کا اظہار کرنے اور عقیدت مند بنانے کے لیے مختلف قسم کی مصنوعی حرکات کرتے ہیں۔

جیسا کہ آج کل بزرگوں کو ہدیہ و نذرانہ دینے کی ابتداء ان کے مخصوص لوگ کرتے ہیں، پھر دیکھا دیکھی دوسرے حاضرین بھی مقتدی بن کر نذرانے پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

البتہ اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ اپنے کسی مقرب بندے کی قبر سے خوشبو مہکا دے، لیکن اس میں افراط و تفریط کرنا، یا اس کی تشہیر و تبلیغ میں ایسا غلو کرنا کہ جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو گمراہی پھیلانے کا موقع ملے، درست طریقہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین وِ تبع تابعینِ عظام کے زمانے میں بزرگیت کے لیے ان چیزوں کو اہمیت نہ دی جاتی تھی۔

مگر تعجب ہے کہ ان چیزوں کو آج کل کے کم علم اور کم فہم اہلِ علم حضرات بھی بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

اور زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو چیزیں اہلِ بدعت وغیرہ میں رائج تھیں، اب آہستہ آہستہ وہ باتیں ایسے سلسلوں کے لوگوں میں بھی داخل ہونا شروع ہوگئی ہیں، جو اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ اور متبعِ سنت بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ابتدائے عشق ہے

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بے اعتدالیوں سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

مرتد کے واجبُ القتل ہونے کا مطلب

(28شوال1440ہجری)

فقہ کی کتابوں میں ''مرتد'' کے متعلق واجبُ القتل ہونے کا جو حکم ذکر کیا جاتا ہے، یہ ''واجب'' ہونے کا حکم ''اہلِ سیاست'' کے لیے ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اس واجب کا تعلق حکومت سے ہوتا ہے، جس طرح قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کرنا واجب ہے، اور جس طرح زانی کے رجم کرنے ، یا کوڑے لگانے کا حکم اور چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اور شرابی کو کوڑے مارنے کا حکم ہے کہ یہ تمام احکام واجب ہیں، لیکن ایک تو ان واجبات کا تعلق حکومت سے ہے کہ مسلمان حکومت کے ذمہ ان سزاؤں کا نافذ اور جاری کرنا واجب ہے، اور اس میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے وہ گناہ گار ہیں، دوسرے سزا کے جاری کرنے سے پہلے ان جرائم کا قضاءً اور قانونی طور پر ثبوت بھی ضروری ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ زانی کو قتل کرنا واجب ہے، یا فلاں مجرم کو کوڑے لگانا، یا چور کے ہاتھ کاٹنا واجب ہے، تو اس کا یہ مطلب مراد نہیں لیا جائے گا کہ ہر عامی شخص کے ذمہ واجب ہے کہ وہ یہ سزا کسی بھی مجرم پر خود سے جاری کردے، اور قانونی ثبوت کے بغیر جاری کردے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر ایک شخص، یا ایک سے زیادہ اشخاص نے کسی شادی شدہ مسلمان مرد، یا عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لیا، لیکن وہ قاضی وحاکم کے سامنے مجلسِ قضاء میں چار عینی گواہ پیش نہ کرسکے، یا ان گواہوں میں متعلقہ شرائط نہ پائی جائیں، تو اس طرح کا الزام عائد کرنے پر شادی شدہ شخص کے حق میں شریعت کی طرف سے طے شدہ سزا جاری نہیں کی جاسکتی، حالانکہ فی الواقع وہ مجرم ہے، لیکن چونکہ قانونی طور پر ثبوت نہیں ہوا، اس لیے سزا جاری نہیں کی جاسکتی، بلکہ بعض صورتوں میں، مثلاً جب زنا کے چار عینی گواہوں کا نصاب مکمل نہ ہو، تو خود گواہوں پر ہی حدِ قذف وغیرہ کی سزا جاری کی جاتی ہے، اگرچہ وہ گواہ سچے کیوں نہ ہوں۔

یہاں تک کہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو جو اپنے اس طرح کے دعوے پر چار عینی گواہ پیش نہ کرسکیں ،ان کی آئندہ کے لیے گواہی بھی قبول نہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ [1]

[1] " وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ" (سورة النور ،رقم الآية : ۴)

www.idaraghufran.org

پس اس طرح کے مسائل کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے، اور علماء کی طرف سے بھی عوام کے سامنے ''واجبُ القتل'' ہونے کا حکم لگانے میں احتیاط کی ضرورت ہے، تاکہ عوام قانون اپنے ہاتھ میں لے کر نہ تو کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں، اور نہ کسی آزمائش کا شکار ہوں، جیسا کہ آج کل بعض کم علم اور بالخصوص جذباتی نوجوانوں کا طبقہ اس کا شکار ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ اصولی اعتبار سے جب کوئی مرتد ہو جاتا ہے، تو وہ فی نفسہٖ ''مباحُ الدم'' ہو جاتا ہے، ''واجبُ الدم'' نہیں ہوتا، لیکن عام حالات میں عامی شخص کا اس کو حاکم کی اجازت کے بغیر قتل کرنا مکروہ ہوتا ہے، بشرطیکہ کوئی مفسدہ وفتنہ لازم نہ آئے، اور اگر کوئی مفسدہ لازم آئے، تو پھر مکروہ ومباح بھی نہیں رہتا، بلکہ حسبِ مفسدہ، ممنوع، یا مکروہ وغیرہ ہو جاتا ہے، مثلاً کوئی قانونی طور پر ثبوت کے بغیر خود سے کسی مسلمان کو مرتد سمجھ کر، یا مرتد قرار دے کر، اس کو قتل کر دے، اور اس طرح قتل کر کے، قتل کرنے والا کہیں بھاگ جائے، یا چھپ جائے، اور قاتل کا پتہ نہ چلے کہ کون ہے، پھر اس کے نتیجہ میں غیر متعلقہ افراد کی پکڑ دھکڑ ہونے لگے، یا دوسرے مسلمانوں کو مختلف قسم کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑنے لگے، تو ایسی صورت میں غیر متعلقہ افراد کی ایذارسانی کا باعث بننے یا **مفضی الی المفسدۃ** وغیرہ ہونے کی وجہ سے وہ عمل کراہت ومباح سے نکل کر گناہ میں داخل ہو جائے گا، اور جس قسم کے مفاسد ومنکرات لازم آئیں گے، وہ فعل اسی درجہ کا گناہ ہو جائے گا۔

لیکن افسوس کہ جذباتی اور کم علم افراد ان چیزوں کو نہیں سمجھتے، اور وہ نیک نیتی کے ساتھ، اور ثواب کی خاطر کئی قسم کے گناہوں کے مرتکب ہو کر ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مصداق بن جاتے ہیں۔

اور بعض غیر فقیہ اہلِ علم حضرات بھی اپنی ناقص باتوں سے عوام کو ان چیزوں پر ابھارنے کا باعث بنتے ہیں۔

اور بعض اوقات اس قسم کے تشدد پر مبنی واقعات کے نتیجے میں کسی ملک کے تمام مسلمانوں کو اجتماعی طور پر مختلف قسم کی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑ جاتا ہے، مثلاً ان کی پکڑ دھکڑ شروع ہو جاتی ہے، ان کو وہاں قیام کرنا، اور رہنا سہنا، اور اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرنا تک بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

اس قسم کی بے اعتدالیوں سے بچنے کا شریعت نے پہلے ہی انتظام کر دیا ہے۔

www.idaraghufran.org

لیکن المیہ یہ ہے مسلمان، شریعت کی ان تعلیمات کا مطالعہ نہیں کرتے، بس اسٹیج وغیرہ سے سنی سنائی باتوں پر چلتے ہیں۔

اسی لیے احادیث میں ’’تفقه فی الدین‘‘ کو اللہ کی طرف سے بہت بڑی خیر کی دلیل بتلایا گیا ہے، آج اسی ’’تفقه فی الدین‘‘ کی بہت زیادہ کمی ہے۔

بس ایک بات کسی جگہ سے سُن لی، یا پڑھ لی، اور اسے پوری طرح سمجھے بغیر، اس کی تبلیغ شروع کردی اور اس پر عمل بھی شروع کردیا، اس طرزِ عمل سے بہت فتنے لازم آرہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

علمی وتحقیقی رسائل (جلد11)

(1)...شفاعة فی الأخرة (اقسام واحکام)

(2)...اھلِ فترة وجاھلیة کا حکم

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین (مصائب کے اسباب اوران کا حل:قسط6) مولانا شعیب احمد

”رجوع الی اللہ“ (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ایسی دعائیں بتلائی اور سکھلائی ہیں کہ مصائب کے مواقع پر ان کو پڑھنے سے ،انسان کو دلی سکون ،تسلی اور اطمینان کے ساتھ ساتھ اخروی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔آنے والی سطور میں انہی دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سورہ بقرہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ .الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ “ (سورة البقرة ، رقم الآية : ۱۵۵ الیٰ ۱۵۷)

”اورصبر کرنے والوں کوخوشخبری سنادیجیے۔وہ(ایسے)لوگ(ہیں) کہ انہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہےتو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں کہ جن پر عنایتیں اور رحمتیں ہیں ان کے رب کی طرف سےاور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں“(بقرہ)

مصیبت کے موقع پر پڑھنے کی جو دعا اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ:

” إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون “

مصیبت کے عالم میں صبر کرتے ہوئے اس دعا کو پڑھنے کے کچھ انعامات مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں کا متوجہ ہونا اور ہدایت یافتہ ہونے کی سند وغیرہ تو اسی آیت سے ثابت ہورہے ہیں۔باقی اس دعا کی مزید افادیت جاننے کے لیے ہم احادیثِ نبویہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل روایت مروی ہے کہ:

” أَتَانِي أَبُو سَلَمَةَ يَوْمًا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا فَسُرِرْتُ بِهِ،

www.idaraghufran.org

قَالَ: لَا يُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ فَيَسْتَرْجِعَ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فُعِلَ ذَلِكَ بِهِ "، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَحَفِظْتُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ اسْتَرْجَعْتُ وَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ لِي خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟

فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَدْبُغُ إِهَابًا لِي، فَغَسَلْتُ يَدَيَّ مِنَ الْقَرَظِ وَأَذِنْتُ لَهُ، فَوَضَعْتُ لَهُ وِسَادَةَ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَقَعَدَ عَلَيْهَا فَخَطَبَنِي إِلَى نَفْسِي، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ مَقَالَتِهِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا بِي أَنْ لَا تَكُونَ بِكَ الرَّغْبَةُ فِيَّ، وَلَكِنِّي امْرَأَةٌ فِيَّ غَيْرَةٌ شَدِيدَةٌ فَأَخَافُ أَنْ تَرَى مِنِّي شَيْئًا يُعَذِّبُنِي اللّٰهُ بِهِ، وَأَنَا امْرَأَةٌ قَدْ دَخَلْتُ فِي السِّنِّ، وَأَنَا ذَاتُ عِيَالٍ، فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ الْغَيْرَةِ فَسَوْفَ يُذْهِبُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ السِّنِّ فَقَدْ أَصَابَنِي مِثْلُ الَّذِي أَصَابَكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنَ الْعِيَالِ فَإِنَّمَا عِيَالُكِ عِيَالِي، قَالَتْ: فَقَدْ سَلَّمْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَقَدْ أَبْدَلَنِي اللّٰهُ بِأَبِي سَلَمَةَ خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " (مسند احمد، رقم الحديث: ۲۶۶۶۹)[1]

’’ایک دن (میرے شوہر) ابوسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں سے واپس میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی بات سنی ہے کہ جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے، اور پھر یہ دعا کرے کہ اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور مجھے اس (نقصان) کا نعم

[1] قال شعيب الأرنؤوط: رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

البدل عطا فرماتا تو اسے یہ دونوں چیزیں دے دی جائیں گی۔حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ دعا یاد کر لی۔پس جب میرے شوہر ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو میں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور مجھے اس (نقصان) کا نعم البدل عطا فرما۔لیکن پھر میں اپنے آپ سے (دل ہی دل میں) کہنے لگی کہ مجھے ابو سلمہ سے بہتر اور کون مل سکے گا؟

پھر جب میری عدت پوری گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میرے ہاں تشریف لا کر) اندر آنے کی اجازت مانگی۔جبکہ میں اس وقت ایک کھال کو دباغت دے رہی تھی۔پس میں نے درخت سلم کے پتوں (جن سے دباغت دے رہی تھی) سے اپنے ہاتھ صاف کر کے دھوئے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو اندر آنے کی اجازت دی۔اور میں نے آپ کے لیے چمڑے کا ایک تکیہ رکھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مجھے نکاح کا پیغام دیا۔پس جب آپ اپنی بات سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں آپ سے منہ تو نہیں موڑ سکتی۔لیکن مجھ میں غیرت کا مادہ بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے جس کی وجہ سے مجھے خوف ہے کہ مبادا آپ کو میری کوئی ایسی بات نظر آئے جس پر اللہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔اور میں عمر میں بڑھاپے کو بھی پہنچ چکی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو غیرت کی بات کا ذکر کیا ہے تو اللہ عز وجل تم سے اس کو زائل کر دے گا،اور تم نے بڑھاپے کا جو ذکر کیا ہے تو یہ کیفیت مجھے بھی درپیش ہے اور تم نے جو بچوں کا ذکر کیا ہے تو تمہارے بچے میرے بھی بچے ہیں۔

امِ سلمہ کہتی ہیں کہ اس پر میں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔امِ سلمہ فرماتی ہیں کہ پس اللہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں ابو سلمہ سے بہتر

www.idaraghufran.org

بدل عطا فرمادیا‘‘(مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا دعا کا فائدہ بزبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بتلا کر اس پر خود کو ملنے والے فائدہ کا تجربہ اور مشاہدہ بھی بیان فرما دیا۔جس سے مذکورہ بالا دعا کی تاثیر اور اس پر ملنے والے خصوصی انعام کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس دعا کے علاوہ بھی مصائب و آلام کے مواقع پر مانگی جانے والی متعدد دعائیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے مصیبت اور آزمائش کی گھڑیوں میں جو دعائیں مانگیں اللہ تعالیٰ نے وہ دعائیں بھی قرآن مجید میں ذکر فرمائی ہیں۔ذیل میں ایسی دعائیں اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج واثرات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ .فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ‘‘ (سورة القمر ،رقم الآية : ۹ و ۱۰)

’’ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا۔پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور انہیں جھڑکا گیا۔پس اس(نوح) نے اپنے رب سے دعا کی کہ بے شک میں مغلوب(اور کمزور) ہوں،میری مدد فرما‘‘(قمر)

مذکورہ آیت میں بے بسی کے عالَم میں مانگی جانے والی حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا کا تذکرہ ہے۔جو انہوں نے ساڑھے نو سو سال اپنی امت کو دعوت دینے پر ان کی ہٹ دھرمی سے عاجز ہو کر اللہ کے حضور میں مانگی۔اس دعا کا نتیجہ کیا نکلا؟ سورہ قمر کی اگلی آیات میں اس کا تفصیلی بیان ہے جو ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

’’ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ .وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ .وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ . تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ .وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ‘‘ (سورة القمر ، رقم الآية : ۱۱ الیٰ ۱۵)

www.idaraghufran.org

’’سو ہم نے آسمان کے دروازے برسنے والے پانی کے ساتھ کھول دیے۔ اور ہم نے زمین سے چشموں کو جاری کر دیا اس کام کے لیے جو مقدر ہو چکا تھا۔ اور ہم نے اُن (نوح) کو تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کرا دیا۔ وہ (کشتی) ہماری نگرانی میں چل رہی تھی، یہ بدلہ تھا اس کے لیے جس (نبی) کی ناقدری کی گئی اور البتہ تحقیق ہم نے اس کو چھوڑ دیا ایک نشانی کے طور پر، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا‘‘ (قمر)

ان آیاتِ کریمہ میں حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا کی قبولیت کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام لوگوں کو طوفان میں غرق کر ڈالا جو حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو نہ صرف جھٹلاتے تھے بلکہ ان کے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا عذاب اور ناراضگی کا ظہور ہوا اور اس کے برعکس حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے عذاب کی گھڑیوں میں بھی اپنے خاص فضل وکرم کے ساتھ محفوظ رکھا۔ یہ تمام امور حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا کا نتیجہ تھے۔

اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے پیغمبر حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کی پریشانی کے موقع پر مانگی جانے والی دعا کا تذکرہ سورۂ انبیاء میں یوں مذکور ہے کہ:

’’ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ‘‘ (سورة الأنبياء، رقم الآية: ۸۳)

’’اور یاد کرو ایوب کو۔ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک مجھے (بڑی سخت) تکلیف پہنچی ہے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں‘‘ (انبیاء)

یہ حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کی وہ دعا ہے جو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اپنی بیماری کے شدید ایام میں مانگی۔ جس کا نتیجہ اس سے اگلی آیات میں یوں موجود ہے کہ:

’’ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ‘‘ (سورة الأنبياء، رقم الآية: ۸۴)

’’پس ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا۔ اور ہم نے ان سے تکلیف کو ہٹا دیا، اور ہم نے انہیں ان کے گھر والے عطا کیے اور ان کے ساتھ اتنے ہی (لوگ) اور بھی خاص اپنی رحمت سے عطا کیے۔ تاکہ نصیحت ہو عبادت گزاروں کے لیے‘‘ (انبیاء)

www.idaraghufran.org

حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کوشدید بیماری کا سامنا کرنا پڑا تھااور ساتھ ہی اپنے کنبہ کی جدائی کا صدمہ بھی سہنا پڑا تھا۔یقیناً یہ سب ان کے لیے بڑی سخت آزمائش اور پریشان کُن حالات تھے ۔ان لمحات میں جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری بھی دور فرمادی اوران کے اہل وعیال بھی دوگنے کر کے لوٹا دیے۔دعا کی قبولیت کی شکل میں یہ تمام مظاہر خدا کی رحمت کے ہیں۔

سورہ انبیاء میں ہی حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

”فَنَادٰی فِی الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِینَ “ (سورۃ الأنبیاء ، رقم الآیۃ : ۸۷)

”انہوں نے تاریکیوں میں (اللہ کو) پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔آپ پاک ہیں۔بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں“(انبیاء)

حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کومچھلی کے پیٹ میں تاریکیوں کے اندر قید رہنا پڑا۔مشکل کی انہی گھڑیوں میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو مذکورہ بالا دعا کے ساتھ پکارا۔اس پر جواثرات مرتب ہوئے وہ ذیل کی آیات سے جانیے:

”فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِینَ “ (سورۃ الأنبیاء ، رقم الآیۃ : ۸۸)

”پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اورانہیں غم سے نجات عطا کی،اوراسی طرح ہم مومنوں کو(غم سے) نجات دیا کرتے ہیں“(انبیاء)

مذکورہ آیت کا آخری حصہ خاص طور پر قابلِ ملاحظہ ہے۔گویا یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ معاملہ فقط حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی نبی تک ہی محدود نہیں۔بلکہ جوبھی مومن کسی مشکل میں ہمیں اس طرح خلوص اور لجاجت کے ساتھ پکارے گا ہم اس کی دعا ضرور قبول کریں گے۔

احادیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔چنانچہ حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کی مذکورہ بالا

www.idaraghufran.org

دعا کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ" (سنن الترمذی ، رقم الحديث : ٣٥٠٥ ، أبواب الدعوات) [1]

"بے شک جو مسلمان بھی اسے پڑھ کر (کوئی) دعا کرے گا تو اللہ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے" (ترمذی)

ایک دوسری روایت میں یہ حدیث یوں مروی ہے کہ:

"جو مسلمان بھی کسی پریشانی میں اسے پڑھ کر (کوئی) دعا کرے گا تو اللہ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے" (مستدرک) [2]

حاصل یہ کہ مذکورہ دعا غم، پریشانی اور مصیبت دور کرنے کی خصوصی تاثیر رکھتی ہے۔اس لیے پریشانی کے مواقع پر اسے اپنی دیگر دعاؤں میں شامل کرنا چاہیے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب فرعون کے خوف سے مدین کوچ کر کے گئے تو بڑی بے سرو سامانی کا عالَم تھا۔کوئی ذریعہ معاش تھا اور نہ رہنے کو رہائش تھی۔گھر والوں سے جدائی تھی اور وطن سے دوری تھی۔خدا کے سوا کسی کا آسرا نہ تھا۔اس وقت آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں یوں التجا کی:

"رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ" (سورة القصص ، رقم الآية : ٢٤)

"اے میرے رب بھلائی میں سے جو کچھ آپ مجھے دے دیں میں اس کا محتاج ہوں" (قصص)

اس دعا کا جو نتیجہ اور ثمرہ ظاہر ہوا وہ مذکورہ آیت سے اگلی آیات میں پوری تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو باعزت طریقہ پر رہائش بھی میسر ہوگئی۔ ذریعہ معاش بھی حاصل ہوگیا اور زوجہ بھی مل گئیں۔

---

[1] حكم الألباني : صحيح (حاشية سنن الترمذی)

[2] "لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ فِي كُرْبَةٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ" (المستدرک للحاکم ، رقم الحديث : ٤١٢١ ، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء ، باب : ذكر نبی الله يونس)

قال الذهبی : صحيح .

www.idaraghufran.org

بسلسلہ : تاریخی معلومات	مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۵۲ھ : میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم خجندی مدنی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الطبقات السنية فی تراجم الحنفية لتقی الدين بن عبد القادر الغزی، ص ٦٦، التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة للسخاوی، ج ١ ص ٨٣، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ١ ص ١١٩)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۵۵ھ : میں حضرت ابوالفضل احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان سخاوی قاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ٢ ص ١٢٠)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ : میں حضرت شہاب الدین احمد بن احمد بن محمود بن موسیٰ ہشامی مقدسی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الطبقات السنية فی تراجم الحنفية لتقی الدين بن عبد القادر الغزی، ص ٧٩)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۵۹ھ : میں حضرت شمس الدین محمد بن حسن بن علی بن عثمان نواجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقيان فی أعيان الأعيان للسيوطی، ص ١٤٤)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۵۹ھ : میں حضرت علی الجراعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الجوهر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد، ج ١ ص ١٠٤)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۶۰ھ : میں حضرت عبداللہ بن محمد بن احمد بن عثمان بن عبدالغنی مدنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة للسخاوی، ج ٢ ص ٧٩)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۶۱ھ : میں حضرت احمد بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الجوهر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد، ج ١ ص ٥)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۶۳ھ : میں حضرت شیخ عثمان حسینی گجراتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحيی الحسنی، ج ٣ ص ٢٥٩)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۶۴ھ : میں حضرت صفی الدین عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن ہادی

www.idaraghufran.org

بن محمد حسینی مکی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة للسخاوی، ج٢ ص ١٥٠)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۷۱ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن علی بعلی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الجوهر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد، ج١ ص ١٣)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۷۳ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن احمد بن عمر شفشی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقيان فی أعيان الأعيان للسيوطی، ص ١٣٦)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۷۴ھ: میں حضرت قاضی جمال الدین سعید بن محمد بن عبدالوہاب بن علی بن یوسف انصاری مدنی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة للسخاوی، ج١ ص ٤٠٤)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۷۶ھ: میں حضرت ابوالبرکات احمد بن ابراہیم بن نصر اللہ بن احمد بن محمد بن ابی الفتح بن ہاشم کنانی عسقلانی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقيان فی أعيان الأعيان للسيوطی، ص ٣٣)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۷۹ھ: میں حضرت محی الدین محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود رومی برعمی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(بغية الوعاة فی طبقات اللغويين والنحاة للسيوطی، ج١ ص ١١٨، شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحيی عكری حنبلی، ج٩ ص ٤٩٠)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۸۱ھ: میں حضرت شیخ سعد الدین بن سعد اللہ بن قاضی سماء الدین بکری بجنوری لکھنوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحيی الحسنی، ج٣ ص ٢٥٢)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۸۴ھ: میں حضرت ابراہیم بن عبید اللہ بن محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد حسینی مکی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج١ ص ٧٤)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ: میں حضرت شیخ امین الدین بن سعد اللہ بن سماء الدین صدیقی بجنوری لکھنوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحيی الحسنی، ج٣ ص ٢٣٨)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار — اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط 20) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ چہارم)

گزشتہ قسط میں اسلام میں تصنیف وتالیف کی ابتداء اور اس ضمن میں عالمِ اسلام کے چند جید اور مخصوص علماء ومحدثین نے جن جن مقامات پر کتابیں لکھیں، ان کا تعارف پیش کیا گیا، یہ اس زمانہ میں ''اصحابِ حدیث'' کی فقہی ترتیب پر تدوینی خدمات تھیں۔

مگر اسی دور میں ''اصحابِ فقہ'' حضرات کہ جن کا مرکز ''کوفہ'' تھا، نے بھی فقہ کی باقاعدہ تدوین فرمائی، کوفہ کے اصحابِ علم کو عالمِ اسلام میں ایک خاص مقام حاصل تھا، کیونکہ یہ حضرات، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خاص شاگردوں میں سے تھے، اور ان حضرات کی نگرانی میں فتاویٰ دیا کرتے تھے، اور یہ حضرات صحابہ ان کو اس کی اجازت دیتے تھے، ان میں سے اکثر حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی علم حاصل کیا تھا۔

کوفہ کو یہ خاص مقام صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آمد سے حاصل ہوا تھا، جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہاں تشریف لائے تھے، تاکہ آپ وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیمات سے روشناس کریں، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو عراقی مکتبۂ فکر کا بانی وموجد کہا جاتا ہے۔ [1]

ان حضرات کے دم سے کوفہ کی گلی گلی دار العلم بنی ہوئی تھی، ہر طرف دینی وعلمی مجلسیں اور حضرات صحابہ و

---

[1] هو عبد الله بن مسعود بن غافل بن حبيب الهذلي، أبو عبد الرحمن من أهل مكة .من أكابر الصحابة فضلا وعقلا .ومن السابقين إلى الإسلام .وهاجر إلى أرض الحبشة الهجرتين .شهد بدرا وأحدا والخندق والمشاهد كلها مع رسول الله صلى الله عليه وسلم .كان ملازما لرسول الله صلى الله عليه وسلم وكان أقرب الناس إليه هديا ودلا وسمتا .أخذ من فيه سبعين سورة لا ينازعه فيها أحد .بعثه عمر إلى أهل الكوفة ليعلمهم أمور دينهم .له في الصحيحين 848 حديثا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٦٠، تحت الترجمة: عبدالله بن مسعود، م ٣٢ هـ)

www.idaraghufran.org

کبار تابعین کے حلقۂ درس قائم تھے، اور جہاں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری جیسے بزرگ ہستیوں نے بھی کئی سال تک درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ [1]

اصحابُ الفقہ کی تدوینی خدمات

چنانچہ اسی دور میں کوفہ میں سب سے پہلے فقہ کی باقاعدہ تدوین کا آغاز ہوا، جس کی ابتداء فقہ حنفی کے بانی اور مشہور امام، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کی، آپ نے اور آپ کے تلامذہ امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر ودیگر نے دنیا میں پہلی بار فقہ اسلامی کو مدون کر کے مستقل فن کی حیثیت سے پیش کیا، ان حضرات نے قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے کام لے کر تقریباً پانچ لاکھ فقہی مسائل کو مدون ومرتب کیا، ان حضرات کا نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرنے میں اعتماد ''کتابُ اللّٰہ'' اور ''سنتِ رسولُ اللّٰہ'' کی نصوص پر ہونے کے ساتھ ساتھ اصول پر مبنی قیاس اور رائے پر بھی تھا، اس لیے ان حضرات کو ''أصحابُ الفقہ'' اور ''أھلُ الرائے'' کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، ان حضرات کی ان گراں قدر خدمات کی اس زمانے کے مشاہیر واصحاب بھی معترف تھے۔

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''تمام لوگ فقہ میں اہلِ عراق کے عیال ہیں، اور تمام اہلِ عراق، اہلِ کوفہ کے عیال ہیں، اور تمام اہلِ کوفہ، ابوحنیفہ کے عیال ہیں''۔ [2]

مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان اپنے دنیوی معاملات میں اپنے استاد، والدین یا کسی بڑے سے رہنمائی لیتا ہے، ٹھیک اسی طرح لوگ فقہ کے معاملہ میں آپ کے اہل وعیال میں سے ہیں، اور فقہی معاملات میں آپ سے ہی رجوع کرتے ہیں۔

---

[1] والدین والفقه والعلم انتشر فى الأمة عن أصحاب ابن مسعود، وأصحاب زيد بن ثابت، وأصحاب عبد الله بن عمر، وأصحاب عبد الله بن عباس؛ فعلم الناس عامته عن أصحاب هؤلاء الأربعة؛ فأما أهل المدينة فعلمهم عن أصحاب زيد بن ثابت وعبد الله بن عمر، وأما أهل مكة فعلمهم عن أصحاب عبد الله بن عباس، وأما أهل العراق فعلمهم عن أصحاب عبد الله بن مسعود (اعلام الموقعين، ج ١، ص ١٧، فصل عمن انتشر الدين والفقه)

[2] فالناس كلهم فى الفقه عيال على أهل العراق وأهل العراق عيال على أهل الكوفة وأهل الكوفة كلهم عيال على أبى حنيفة (أخبار أبى حنيفة وأصحابه، لابى عبدالله الصيمرى الحنفى، ص 128)

www.idaraghufran.org

اورامام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ابوحنیفہ یہ کہیں کہ یہ ستون سونے کا ہے، تو وہ اپنے قول سے اس کو ثابت کر دیتے، کیونکہ انہیں تفقّہ اس طرح عطاء کیا گیا ہے کہ یہ ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ [۱]

اورامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ، علم، زہد، تقویٰ اور طلبِ آخرت میں بلند مقام پر فائز ہیں، جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

اور مشہور تابعی سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ جو شخص علم مغازی حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کو مدینہ کا سفر کرنا چاہئے، اور جو شخص مناسکِ حج کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے، پس وہ مکہ کا سفر کرے، اور جو شخص فقہ کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اُسے چاہئے کہ وہ کوفہ کی راہ پکڑے، اور امام ابوحنیفہ کے تلامذہ کی صحبت اختیار کرے۔ [۲]

نیز فقہی فروعات و مسائل کی طرح اصول فقہ کی تدوین بھی سب سے پہلے امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ نے کی۔

الغرض دوسری صدی ہجری میں فقہاء و محدثین بالفاظ دیگر ''اھلُ الحدیث'' اور ''اھلُ الفقه'' نے اپنے اپنے اصول و قواعد کی روشنی میں مسائل کے استنباط و تدوین کی خدمت انجام دی، اس کے بعد دونوں جماعتوں کے تلامذہ و متبعین اور اصحاب نے ان حضرات کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حدیث و فقہ کو مدون کیا، حلقۂ درس قائم کیے، کتابیں تصنیف فرمائیں۔

ان ہی حضرات کی انتھک محنتوں کی وجہ سے تدوین و اشاعت کا یہ سلسلہ دنیا کے دور دراز ممالک تک پھیلا (سیرت ائمہ اربعہ، ملخصاً) [۳] (جاری ہے......)

---

[۱] أحمد بن الصباح، سمعت الشافعي، يقول :قيل لمالك :هل رأيت أبا حنيفة؟ قال :نعم، رأيت رجلا لو كلمك فى هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته (مناقب الإمام أبى حنيفة وصاحبيه للذهبى، ص ٣٠)

[۲] ابن كاسب قال سمعت سفيان بن عيينة يقول من أراد المغازى فالمدينة ومن أراد المناسك فمكة ومن أراد الفقه فالكوفة ويلزم أصحاب أبى حنيفة (أخبار أبى حنيفة وأصحابه للصيمرى، ص ٨٢)

[۳] ويليه الإمام مالك، ويليه الإمام الشافعي، ويليه الإمام أحمد بن حنبل، وأقصرهم ذلك بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره، فكما كان مذهب الإمام أبى حنيفة أول المذاهب المدونة تدوينا، فكذلك يكون آخرها انقراضا، وبذلك قال أهل الكشف (مكانة الامام فى الحديث، لمحمد عبد الرشيد النعمانى، ص ٥٧، تحت: كثرة أتباع أبى حنيفة واشتهار مذهب)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء　حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط46)　مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حنین میں شرکت

احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر غزوات کی طرح غزوۂ حنین میں بھی میں شریک رہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَـمَّـا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ، سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَـذَرَهُ فِـي الـجَـاهِلِيَّةِ، اعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ

(بخاری، رقم الحدیث ۴۳۲۰)

ترجمہ: جب ہم (غزوہ) حنین سے واپس ہورہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اعتکاف کی نذر کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے جاہلیت میں مانی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا (بخاری)

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَـرَجْـنَـا مَـعَ الـنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِـلْـمُـسْـلِـمِـينَ جَـوْلَةٌ، فَـرَأَيْـتُ رَجُلًا مِـنَ الـمُـشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ المُسْلِمِينَ، فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ، وَأَقْبَـلَ عَـلَـيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ المَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ المَوْتُ فَـأَرْسَـلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ فَقُلْتُ: مَـا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ الـلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ رَجَعُوا، وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ قَتَـلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي، ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُـمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي،

www.idaraghufran.org

ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ، وَسَلَبُهُ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ مِنِّي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لاَهَا اللَّهِ إِذًا، لاَ يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللَّهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ، فَأَعْطِهِ. فَأَعْطَانِيهِ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۲۱)

ترجمہ: حنین کے سال ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، پھر جب ہم (دشمن کے) مقابل ہوئے، تو مسلمانوں میں انتشار سا ہوا، میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر غالب دیکھا، تو میں نے اس کے عقب سے اس کی گردن پر تلوار ماری، تو اس کی زرہ کاٹ دی، وہ پلٹ کر مجھ پر آیا اور مجھے اتنے زور سے دبوچا کہ مجھے موت نظر آنے لگی، پھر وہ مارا گیا، اور میں چھوٹ گیا، پھر میں عمر بن خطاب سے ملا، تو میں نے ان سے کہا، کہ لوگوں کو کیا ہو گیا (کہ منتشر ہو رہے ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ اللہ عزوجل کا یہی حکم ہے، پھر مسلمان پلٹے (اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، اور فرمایا کہ جس نے کسی (کافر) کو قتل کیا اور اس کے پاس گواہ بھی ہو تو اسے مقتول کا تمام سامان ملے گا، تو میں نے کہا کہ میری گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا، میں دوبارہ کھڑا ہوا اور میں نے کہا، میری گواہی کون دے گا؟ اور میں بیٹھ گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا، میں پھر کھڑا ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوقتادہ کیا ہوا؟ تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بتادیا، ایک آدمی نے کہا کہ ابوقتادہ سچ کہتے ہیں، اور اس کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے (اس مال کے میرے پاس رہنے پر) اسے راضی کر دیجئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! نہیں، رسول اللہ یہ ارادہ نہیں کریںگے کہ اللہ کے ایک شیر سے جو اللہ اور اس کے رسول کی

www.idaraghufran.org

جانب سے لڑتا ہے، اس کا اسباب اُس سے لے کر تجھے دیدیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے، لہٰذا یہ اسباب ابوقتادہ کو دے دو، اس نے وہ اسباب مجھے دیدیا، تو میں نے اس سے بنوسلمہ میں ایک باغ خریدا، اسلام میں یہ پہلا مال ہے جسے میں نے جمع کیا(بخاری)

مذکورہ احادیث سے غزوۂ حنین کے موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شرکت معلوم ہوئی۔

نیز پہلی حدیث میں مذکور، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں جو نذر ومنت مانی تھی، اس کا اگرچہ اسلام لانے کے بعد پورا کرنا ضروری نہیں تھا، لیکن کیونکہ اعتکاف کی نذر ومنت ایک عبادت کا عمل تھا، جس کو پورا کرنا ایک کارِ خیر تھا، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمادیا، جس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان ہونے کی حالت میں اعتکاف کی نذر ومنت مانے، تو اس کو پورا کرنا بدرجۂ اولیٰ ضروری ہے (نفل، سنت اور واجب اعتکاف کے فضائل واحکام، مصنفہ: مفتی محمد رضوان صاحب، صفحہ ۲۳۰، تا صفحہ ۲۳۵، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی) ؎

واستشكل قوله نذرت فى الجاهلية الخ إذ ظاهره أنه الوقت الذى كان هو فيه على الجاهلية لأن الصحيح أن نذر الكافر غير صحيح .وأجيب :بأن المراد أنه نذر بعد إسلامه فى زمن لا يقدر أن يفى بنذره فيه لمنع الجاهلية للمسلمين من دخول مكة ومن الوصول إلى المحرم وهذا مردود بما أخرجه الدارقطنى من طريق سعيد بن بشير عن عبد الله بلفظ :نذر عمر أن يعتكف فى الشرك فهذا صريح فى أن نذره كان قبل إسلامه فى الجاهلية، فالمراد من قوله عليه الصلاة والسلام له :(أوف بنذرك) على سبيل الندب لا على سبيل الوجوب لعدم أهلية الكافر للتقرب فحمله على الندب أولى إذ لا يحسن تركه بالإسلام ما عزم عليه فى الكفر من الخير والله أعلم .وعند الحنابلة يصح النذر من الكافر وعبارة المرداوى فى تنقيح المقنع النذر مكروه وهو إلزام مكلف مختار ولو كافرا بعبادة نصا نفسه لله تعالى (ارشاد السارى، ج٣، ص ٤٤١)

لا خلاف بين الفقهاء فى صحة النذر فى الجملة، ووجوب الوفاء بما كان طاعة منه.وقد استدلوا على ذلك بالكتاب والسنة والإجماع.أما الكتاب الكريم فبآيات منها قوله تعالى: وليوفوا نذورهم ومنها ما قاله سبحانه فى شأن الأبرار يوفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا. ......

وأما السنة النبوية المطهرة فبأحاديث ......وما ورد عن ابن عمر أن عمر بن الخطاب رضى الله عنهما سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله إنى نذرت فى الجاهلية أن أعتكف يوما فى المسجد الحرام فكيف ترى؟ قال: اذهب فاعتكف يوما وفى رواية أخرى أنه قال للنبى صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله، إنى نذرت فى الجاهلية أن أعتكف ليلة فى المسجد الحرام .فقال النبى صلى الله عليه وسلم: أوف بنذرك (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٠، ص١٣٧، وص١٣٨، مادة "نذر"، مشروعية النذر)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ویڈیو گیمز

پیارے بچو! آپ کو پتا ہے کہ پہلے بچوں کی مائیں اور دادیاں اپنے بچوں کو رات کے وقت مختلف قسم کی کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ اکثر و بیشتر ان کہانیوں میں کوئی نہ کوئی سبق ہوتا تھا۔ پہلے زمانے میں بچوں کو بھی کہانیاں سننے میں دلچسپی ہوتی تھی۔ لیکن آج کے دور میں بچوں کو گیمز کھیلنے سے فرصت ہو تو ان کو کوئی اور کام کرنے کا دل کرے۔ گیمز کھیلنی چاہییں مگر ایسی گیمز جن سے کوئی جسمانی یا دماغی فائدہ ہوتا ہو۔ صرف دماغ کو تھکانے کے لیے پورا پورا دن موبائل پر گیمز کھیلنا کوئی اچھا بات نہیں ہے۔

آپ کو آج میں ایسے ہی ایک بچے کی کہانی بتاتا ہوں جو موبائل پر گیمز کھیلتا تھا۔ سردیوں کی سرد راتھی۔ رات کے تقریباً ساڑھے نو بجے ہوں گے۔ رات کا کھانا ویسے تو میں مغرب بعد کھا لیتا تھا، مگر اس دن گھر میں کوئی کھانا بنانے والا موجود نہ تھا۔ مغرب بعد سوچا کہ رات ایسے ہی بھوکے گزار لیتے ہیں، صبح دیکھیں گے۔ مگر جیسے ہی گھڑی کا چھوٹا کانٹا نو سے ذرا اوپر ہوا اور بڑا کانٹا چھ پر پہنچا، تو ایسا محسوس ہوا کہ پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔ سوچا کہ قریب ہی چاولوں کی دکان ہے، وہاں سے چاول لے آتا ہوں۔

گلی میں لائٹ جل رہی تھی۔ گھر سے نکلا تو سانس باہر لیتے ہوئے منہ سے گرم دھواں نکلتا تھا۔ پاس ہی کھڑی گاڑیوں کے شیشے پڑی شبنم سے بھیگ رہے تھے۔ چاولوں کی دکان پر جاتے جاتے راستے میں کچھ دکانیں آتی تھیں۔ ان دکانوں میں ایک دکان گیموں والی دکان بھی تھی، جہاں کافی ساری گیموں کی مشینیں کچھ اس طرح رکھی ہوئی تھیں کہ بچے ان پر کھڑے ہو کر کھیل رہے تھے۔ ساتھ گھر سے ارسلان کے ابو نکلے، سلام کیا اور کہنے لگے:

”کیا آپ نے ارسلان کو کہیں دیکھا ہے؟ دوپہر سے پتا نہیں کہاں ہے۔ ہر جگہ ڈھونڈ لیا مگر نہیں ملا۔“

www.idaraghufran.org

میں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا:

''نہیں میں نے تو اسے کہیں نہیں دیکھا۔میں ابھی باہر جارہا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ اپنے گھر میں چلے گئے اور میں سیدھا چاولوں والی دکان کی طرف چل پڑا۔راستے میں کھلی گیموں کی دکان پر جب میری نظر پڑی تو ٹھیک ارسلان اس جگہ سے مجھے نظر آیا، جہاں دکان کا پردہ لگا ہوا تھا،اور پردے کی ایک طرف سے تھوڑی سی جگہ کھلی ہوئی تھی۔میں دکان کے قریب ہوا اور ارسلان کو بلایا۔جب ارسلان قریب آیا تو میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ارسلان بالکل کمزور ہو چکا تھا۔اس کا بدن بالکل پیلا پڑ چکا تھا۔آنکھوں کے گرد کالے حلقے پڑ چکے تھے۔کپڑے بالکل میلے کچیلے تھے۔یہ دیکھ کر میں سوچنے لگا:

''ارسلان تو بہت اچھا پڑھنے والا بچہ تھا۔اس کی صحت بھی پہلے بہت اچھی تھی۔رنگ بھی ایسا نہ تھا۔اب اسے ایسا کیا ہوا کہ اس نے پاگلوں جیسی اپنی حالت بنا رکھی ہے۔''

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک خیال آیا کہ اس کے ابو نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ کچھ دنوں سے اسے گیموں کی لت لگی ہوئی ہے۔

ارسلان کو میں نے کہا:

''دیکھو گیمیں کھیلنا کوئی بری بات نہیں۔مگر ایک تو اچھے ماحول میں کھیلنی چاہیے۔اور ایسی گیم کھیلنی چاہیے جس کا کوئی جسمانی یا دماغی فائدہ ہو، نہ کہ اس کی وجہ سے آپ کا جسمانی نقصان ہو۔''

ارسلان بہت اداس تھا۔وہ اپنی اس عادت پر بہت زیادہ پشیمان تھا۔وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح اب اس سے جان چھڑائی جائے۔مگر اب اس کی عادت پکی ہو چکی تھی۔روز اسے گیم کھیلے بغیر اپنے اندر گھٹن محسوس ہوتی تھی۔

میں نے ارسلان کو کہا:

''دیکھو، پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں،کل سے آپ اپنے اسکول جانے اور پڑھائی کی روٹین پر عمل کرو،ان شاءاللہ کچھ ہی دنوں میں آپ کی یہ عادت ختم ہو جائے گی۔''

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط34) مفتی طلحہ مدثر

خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (چوتھا حصہ)

معزز خواتین! پچھلی قسط میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے خلع کے چند واقعات کا ذکر کیا گیا تھا، جن واقعات میں براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کے معاملات میں احکام جاری فرمائے، آگے صحابہ کرام کے زمانے کے کچھ واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی اس طرح کے خلع کے واقعات پیش آتے رہے، جس سے متعلق بحیثیت حاکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احکامات جاری فرمائے، چنانچہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے کہ

أَنَّ عُـمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رُفِعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَجَازَ ذٰلِكَ

(مصنف عبد الرزاق الصنعانی، کتاب الطلاق، باب الخلع دون السلطان، رقم الحديث11810)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک عورت کا معاملہ لایا گیا، جس نے اپنے شوہر سے ہزار درہم کے عوض خلع کیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز قرار دیا (عبدالرزاق)

مذکورہ روایت میں ایک ہزار درہم کے عوض خلع لینے کا ذکر ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس معاملہ کو برقرار رکھنے اور کسی قسم کی نکیر نہ فرمانے سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، ہمارے موجودہ دور میں آج کے چاندی کی قیمت کے اعتبار سے ہزار درہم کی قیمت تقریباً تین لاکھ سولہ ہزار کے لگ بھگ بنتی ہے۔

www.idaraghufran.org

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی خلع کے واقعات پیش آئے، جن سے متعلق حاکم کی حیثیت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ صادر فرمایا، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی ''موطا'' میں ''ام بکر الاسلمیۃ'' سے روایت کیا ہے کہ:

أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسِيدٍ، ثُمَّ أَتَيَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: هِيَ تَطْلِيقَةٌ إِلا أَنْ تَكُونَ سَمَّتْ شَيْئًا فَهُوَ عَلَى مَا سَمَّتْ

(موطا امام مالک، كتاب الطلاق،باب المرأة تختلع من زوجها بأكثر مما أعطاها أو أقل، 561)

ترجمہ: کہ انہوں نے اپنے شوہر عبداللہ بن اسید سے خلع لیا، پھر وہ دونوں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس معاملے کے سلسلے میں حاضر ہوئے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''یہ ایک طلاق ہے الا یہ کہ اس نے (ایک سے زیادہ) کسی عدد کا ذکر کیا ہو، تو یہ خلع اسی کے مطابق ہوگا'' (موطا امام مالک)

مذکورہ روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلع سے متعلق فیصلہ کرنے کا ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی باندی کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کی باندی نے بھی اپنے شوہر سے خلع لیا تھا، جس کا ذکر احادیث کی کتب میں موجود ہے، چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کے شاگرد حضرت نافع سے منقول ہے کہ

أَنَّ مَوْلَاةً لِابْنِ عُمَرَ اخْتَلَعَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ دِرْعِهَا فَلَمْ يَعِبْ ذَلِكَ عَلَيْهَا (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث11852، كتاب الطلاق، باب المفتدية بزيادة على صداقه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی باندی نے اپنی اوڑھنی کے سوا اپنی ملکیت میں موجود ہر چیز کے عوض خلع حاصل کیا، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہ نے اس پرکوئی نکیر نہیں فرمائی (مصنف عبدالرزاق)

اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی باندی کا ذکر ہے، جبکہ اس کے علاوہ دوسری روایات میں تصریح ہے کہ یہ ان کی اہلیہ صفیہ بنت ابی عبید کی باندی کا واقعہ ہے، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''موطا'' میں حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ

عَنْ مَوْلاَةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ؛ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ (موطا امام مالک،باب المرأة تختلع من زوجها بأكثر مما أعطاها أو أقل،رقم الحديث،562)

ترجمہ: صفیہ بنت ابوعبید کی باندی نے اپنے شوہر سے اپنی ملکیت میں موجود تمام اشیاء کے عوض خلع لیا،تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی قسم کی نکیر نہیں فرمائی (موطاامام مالک)

مذکورہ حدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر کی اہلیہ کی باندی کا واقعہ ہے،دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ، کیونکہ اکثر وبیشتر بیوی کی مملوک اشیاء پر بھی خاوند کی ملکیت ہونے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

مذکورہ اور ان جیسی دیگر احادیث وآثار کے پیشِ نظر امت کا اس پر اتفاق ہے کہ خلع مہر سے کم یا زیادہ کسی بھی مقررہ عوض کے بدلے کیا جاسکتا ہے،جس میں کوئی گناہ نہیں ہے،لیکن بعض فقہاء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہواور اس نے عورت کو مجبور کیا ہو ،تا کہ وہ تنگ آ کر خلع حاصل کرلے،تو شوہر کے لیے ایسی صورت میں کسی قسم کا عوض لینا جائز نہیں ،اوراگر بیوی کی طرف سے زیادتی ہو،تو بھی ان کے نزدیک مہر میں دی گئی رقم سے زیادہ وصول کرنا ناپسندیدہ ہے۔ (جاری ہے............)

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اورگھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

www.idaraghufran.org

دس محرم کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ رکھنے کا حکم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صُوْمُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَخَالِفُوْا فِیْہِ الْیَھُوْدَ، صُوْمُوْا قَبْلَہٗ یَوْمًا، أَوْ بَعْدَہٗ یَوْمًا (مسند احمد، رقم الحدیث 2154)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عاشوراء کا روزہ رکھو، اور یہود کی مخالفت کرو، اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھو۔

فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا دس محرم الحرام کا روزہ نہ رکھا جائے، بلکہ دس محرم کے ساتھ ایک دن پہلے یعنی نویں تاریخ کا ایک روزہ اور ملالیا جائے اور اگر ایک دن پہلے کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو ایک دن بعد کا ایک روزہ اس کے ساتھ اور ملالیا جائے تاکہ یہودیوں کی مخالفت بھی ہوجائے اور اس دن کے روزہ کی فضیلت بھی حاصل ہوجائے۔

اور اگر کوئی تنہا صرف دس محرم کا روزہ رکھے، تو وہ بھی گناہ گار نہیں، بلکہ ثواب کا مستحق ہے، البتہ اس کے مقابلہ میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا بھی روزہ رکھ لے۔ کیونکہ بعض احادیث سے تنہا دس محرم کا روزہ رکھنا بھی ثابت ہے۔

صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین اور حاکم وامیر کی اطاعت کا حکم

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر انتہائی مؤثر وعظ فرمایا، جس سے آنکھیں نمدار ہوگئیں، اور دل ڈر گئے، ہم نے یا صحابۂ کرام نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! گویا کہ یہ تو رخصت ہونے والے کا وعظ ہے، لہٰذا آپ ہمیں وصیت فرمائیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور (امیر کی بات) سننے اور فرمانبرداری کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، پس بلاشبہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم پر (ایسے وقت) میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہیں، اس سنت کو تم مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور اس کو اپنی ڈاڑھوں کے نیچے خوب دبا لینا، اور تم (دین میں) نئی نئی باتوں کے (پیدا کرنے) سے بچنا کیونکہ (دین میں) جو بھی نئی چیز نکالی جائے، وہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسند احمد، حدیث17144)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وطریقہ کے ساتھ صحابۂ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین کا عمل بھی گمراہی سے بچنے اور ہدایت کو پانے کا ذریعہ ہے، اور حاکم وامیر جیسا بھی ہو، اس کی مخالفت کسی حالت میں جائز نہیں، جس کی موجودہ دور میں شدت سے ضرورت ہے۔

www.idaraghufran.org

حکمرانوں کو سب وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَانَا كُبَرَاؤُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لاَ تَسُبُّوْا أُمَرَاءَ كُمْ وَلا تَغِشُّوْهُمْ وَلا تَبْغَضُوْهُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاصْبِرُوْا فَإِنَّ الْأَمْرَ قَرِيْبٌ (السنة لابنِ ابی عاصم، رقم الحديث 1015، ج2ص 488)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے ہمارے بڑوں نے منع فرمادیا ہے کہ تم اپنے حکمرانوں کو سب وشتم نہ کرو، اور نہ ان کے ساتھ دھوکہ دہی کرو، اور نہ ان کے ساتھ بغض رکھو، اور تم اللہ سے ڈرو، اور (حکمرانوں کی طرف سے پیش آمدہ آزمائشوں پر) صبر کرو، پس (اس طرح کرنے کے نتیجہ میں) معاملہ (یعنی کامیابی اور آزمائش سے نجات) قریب ہے۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر اور اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حکمرانوں پر سبّ وشتم کرنے، اُن سے بُغض وعداوت رکھنے اور اُن پر عیب گوئی سے منع فرمادیا ہے، اور جلیل القدر واکابر صحابۂ کرام نے یہ حکم ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ہی بیان فرمایا ہوگا، محدثین کے نزدیک اس طرح کی روایات مرفوع احادیث کا حکم رکھتی ہیں، اور اس کے علاوہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کئی احادیث میں بھی حکمرانوں کی اطاعت کو لازمی قرار دیا گیا ہے، البتہ حکمرانوں کو علیٰحدگی میں وعظ ونصیحت کرنا عبادت اور اجر وثواب کا باعث ہے۔

www.idaraghufran.org

حرمت والے مہینوں میں نیک اعمال کا درجہ وفضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کوخطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ:

ترجمہ: صبر یعنی رمضان کے مہینے کے روزے رکھواور ہر مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھ لیا کرو، ان صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے لہٰذا میرے لئے اوراضافہ کردیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اوراضافہ فرمادیجئے (کیونکہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اور اضافہ فرمادیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَشْهُرِ حُرُمُ (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، اور رجب کے مہینوں) میں روزہ رکھواور چھوڑو (آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی) اور آپ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا ان کو ساتھ ملادیا پھر چھوڑ دیا (یعنی کہ ان مہینوں میں تین دن روزہ رکھو پھر تین دن ناغہ کرواور اسی طرح کرتے رہو) (ابو داؤد، حدیث نمبر2428)

ذی الحجہ، اور محرم کے مہینوں کا شمار چار حرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے، اور اسلام میں ان مہینوں میں عبادت وطاعت کی خاص فضیلت ہے، اور روزہ بھی عبادت وطاعت میں داخل ہے، اس لئے ان مہینوں میں حسبِ توفیق جتنے ممکن ہوں نفلی روزے رکھنا اور دیگر نیک اعمال بھی باعثِ فضیلت ہیں۔

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

شبلی اور فراہی (قسط4)

مولانا شبلی نعمانی کے افکار کے متعلق چند مزید حوالے

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے علاوہ دیگر کئی اصحابِ علم وقلم حضرات نے بھی مولانا شبلی نعمانی صاحب کی فکر اور مسلک پر روشنی ڈالی ہے، تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں، ذیل میں چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا:

مولانا عبید اللہ سندھی نے، جب دہلی میں نظارۃُ المعارف قائم فرمایا، تو تھانہ بھون آئے تھے، انھوں نے فرمایا کہ میں علامہ شبلی نعمانی سے ملا، تو مسلمانوں کی عام بے راہ روی اور پریشانی اور مبتلائے آفات ہونے کا تذکرہ ہوا۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی نظر میں قوم کی اصلاح کی تدبیر کیا ہے؟

علامہ شبلی نے کہا کہ قوم کی اصلاح صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں، جن کا قوم پر مکمل اثر ہو اور یہ اثر بغیر تقدس کے نہیں ہوسکتا، اور تقدس بغیر تقویٰ اور کثرتِ عبادت وذکرُ اللہ کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ (ملفوظات حکیم الامت ''مجالسِ حکیم الامت'' ج۲۴، ص۹۷، ملفوظ نمبر۵۹، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: رجب 1422 ہجری)

فتاویٰ محمودیہ میں ''سیرۃُ النبیؐ'' کے متعلق ایک سوال اور جواب درجِ ذیل طریقے پر ہے:

سوال (۱۰۰۷۶) حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ''اشرفُ الجواب'' کے حصہ چہارم کے صفحہ ۱۶۳، پر عنوان ''تفاضلِ تفصیلی بین الانبیاء ممنوع ہے''۔ میں کتاب ''سیرۃُ النبیؐ'' مصنفہ مولانا شبلی نعمانی، جس کی تکمیل مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے فرمائی ہے، اس پر اعتراض کیا گیا ہے، اور مصنف صاحب پر تنقید کی گئی ہے، اب سوال یہ ہے

کہ یہ کتاب 6 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اور میرے پاس موجود ہے، کیا اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کی سند میں کچھ شک وشبہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کتاب ''سیرۃ النبی'' مصنفہ علامہ شبلی نعمانی میں بعض احادیث پر اعتراض کیا گیا ہے، جو کہ غلط ہے، اس کے علاوہ بھی ان (مولانا شبلی نعمانی) کی آزاد مزاجی کی وجہ سے بعض غلطیاں ہیں، اہلِ علم تو (ان غلطیوں کو) سمجھتے ہیں، اوروں کو پتہ نہیں چلتا، چونکہ ان کا مقصود اس کتاب سے عیسائیوں کو جواب دینا ہے، اس لیے بھی مضمون کی پوری رعایت نہیں ہو سکتی، سید سلیمان ندوی صاحب نے بعد کے ایڈیشن میں کچھ سنبھالا بھی ہے، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۱۴۰۰ ہجری (فتاویٰ محمودیہ، ج۲۱ص۲۹۰، ۲۹۱، باب الکتب المعتمدۃ وغیرہا، مطبوعہ: زیرِ نگرانی، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

ڈاکٹر مغنی تبسم لکھتے ہیں:

سرسید سے شبلی کا اختلاف بڑی حد تک نظریاتی تھا، اور اسی مفہوم میں وہ ایک دوسرے کے حریف تھے۔ (شبلی نقادوں کی نظر میں، مرتبہ: ناز صدیقی ایم-اے، صفحہ۵ ''پیشِ لفظ'' مطبوعہ: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، حیدرآباد دکن، تاریخِ طباعت: 1976 عیسوی)

مولانا سعید احمد انصاری صاحب لکھتے ہیں:

مولانا شبلی نعمانی، امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ کوفی کے پیرو، فلسفہ، کلام، تاریخ، ادبِ عربی، نظمِ فارسی کے خاص ماہر تھے۔ (شبلی نقادوں کی نظر میں، مرتبہ: ناز صدیقی ایم-اے، صفحہ ۱۴۸ ''مولانا شبلی اور علمِ کلام'' مطبوعہ: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، حیدرآباد دکن، تاریخِ طباعت: 1976 عیسوی)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر: شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، لاہور) اپنے مضمون ''سرسید، شبلی اور مغرب'' میں لکھتے ہیں:

سرسید احمد خان کی وفات پر مولانا شبلی نے نواب سید علی حسن خان کو لکھا:

”تزعزت ارکان الملة...... وتفرق شملنا، انی لا اقدر علی ان اشتغل بشیئ الا بعد برهة من الزمن“.

”قومی عمارت کے ستون ہل گئے...... ہماری قوم کا شیرازہ بکھر گیا، میں کچھ دنوں تک کوئی کام نہیں کرسکتا“۔

تاسف وتعزیت کا یہ انداز سرسید سے مولانا شبلی کے تعلق خاطر اور عقیدت مندی کو ظاہر کرتا ہے۔......

سرسید احمد خان پر مغرب کا جو غیر معمولی اثر تھا، وہ کم وبیش ان کے تمام رفقا پر بھی رہا، حالیؔ ہوں، یا ذکاء اللہؔ، چراغ علیؔ ہوں، یا محسن الملکؔ، ذہنی مرعوبیت براہِ راست یا بالواسطہ سرسید ہی کا فیضان ہے، علامہ شبلی جو سید صاحب کے گروہ کے ایک نام ور بزرگ اور بقول شررؔ: ”ان کی فوج کے ایک نامی گرامی پہلوان“ سمجھے جاتے تھے، ان سب میں الگ نظر آتے ہیں، ابتدا میں وہ بھی انتہا پسند تھے، ان پر حنفیت غالب تھی، اور اس میں شدت بھی تھی، لیکن سرسید احمد خان کی صحبت نے ان کے ذہن کو تبدیل کردیا، وہ انتہا پسندی کی تنگ نائے سے نکل آئے، مگر بہ ایں ہمہ قربت وکسبِ فیض اور مداحی وعقیدت مندی، مولانا شبلی، سرسید کی راہ نہیں اپنا سکے، وہ سرسید کی طرح دوسری انتہا پر نہیں گئے، بلکہ اپنے توازنِ فکر ونظر کی بدولت ایک معتدل ذہنی رویہ اختیار کرکے ایک علاحدہ راستہ نکالنے میں کام یاب ہوئے۔ (ماہنامہ ”معارف“ اعظم گڑھ، انڈیا، صفحہ ۳۹، ۴۰، ذوالحجہ 1409 ہجری، جولائی 1989 عیسوی، جلد نمبر 144، شمارہ نمبر 1)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب مزید لکھتے ہیں:

مولانا شبلی، سرسید کے مداح تھے، انھوں نے سرسید کے ”پرزور دست وقلم“ ان کی ”بہادری“ ان کی ”جاں بازی“ اور ان کی ”انصاف پسندی“ کا اعتراف کیا، مگر سرسید ہی کی تعلیم کردہ ”اجتہاد اور تقلید سے آزادی“ کے سبق کی روشنی میں وہ کسی ”بڑے سے

بڑے شخص، یا نام ور لیڈر یا رفارمر'' کی رائے کو اہمیت نہ دیتے تھے، کیوں کہ ان کے بقول: ''ہم (مسلمان) وہ لوگ ہیں، جو پیغمبر کے سوا کسی کو معصوم نہیں سمجھتے'' انھیں سرسید کی جدیدیت اور تعلیمِ جدید کے بارے میں ان کا غلو کھٹکتا تھا، ان کے خیال میں جدید تعلیم انسان کو محض نوکری پیشہ بناتی ہے۔ (ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ، انڈیا، صفحہ ۴۱، ۴۲، ذوالحجہ 1409 ہجری، جولائی 1989 عیسوی، جلد نمبر 144، شمارہ نمبر 1)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب مزید لکھتے ہیں:

سرسید ''تقلید'' کے زبردست مخالف اور اجتہاد کے داعی تھے، مگر پیرویِ مغرب کے باب میں انھوں نے بالکل برعکس روش اپنائی، وہ سرتاپا مغرب کے مقلد ثابت ہوئے، مولانا شبلی نے ایسی اندھی تقلید سے اجتناب کیا، بقول خورشید الاسلام: ''شبلی کی زندگی توازن کی تلاش میں صرف ہوئی''۔

مولانا شبلی بھی مذہبی جوش، قومی حمیت اور ملت کی خیر خواہی میں سرسید سے کم نہ تھے، مگر قومی ترقی کے جوش میں انھوں نے ہوش کا دامن نہیں چھوڑا، انھوں نے سرسید کی عقلیت کو معتدل بنایا، سرسید نے جزوی تبدیلیوں کے ذریعے وقتی علاج کرنا چاہا، اور مذہب کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے تعبیر و تاویل کے ذریعے تجدیدِ قوم کا بیڑا اٹھایا، مگر مولانا شبلی، نشأۃِ ثانیہ کے لیے علمی بنیادوں پر ایک انقلاب لانا چاہتے تھے، انھوں نے ''جدید علوم کی مدد سے مذہب کی حفاظت'' کا اصول قائم کیا، اور یوں ان کا مسلک تجدیدِ قوم کے بجائے تجدیدِ دین قرار پایا۔ (ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ، انڈیا، صفحہ ۴۴، ذوالحجہ 1409 ہجری، جولائی 1989 عیسوی، جلد نمبر 144، شمارہ نمبر 1)

اس قسم کے حوالے و عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی صاحب مرحوم ایک زبردست مورخ و محقق تھے، اور ان کا سرسید احمد صاحب کے افکار و نظریات سے اتفاق نہیں تھا، بلکہ کافی حد تک اختلاف تھا، بلکہ سرسید صاحب کی جماعت میں یہ واحد شخصیت ہیں، جنھوں نے سرسید احمد صاحب کے افکار کو سمجھ کر ان کو قبول کرنے کے بجائے ان کی کافی حد تک تردید بھی کی، مولانا شبلی

www.idaraghufran.org

نعمانی حنفی فکر کے حامل تھے، وہ الگ بات ہے کہ فردِ بشر ہونے کی حیثیت سے ان سے کچھ علمی فرو گزاشتیں بھی ہوئیں، تاہم انھوں نے اپنے زمانے میں علمی وتحقیقی جس نوعیت کی خدمات سرانجام دیں، وہ اپنی نظیر آپ ہیں، اللہ ان کی مغفرت کرے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا حوالہ

اس موقع پر مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کی طرف سے مولانا شبلی نعمانی صاحب کے متعلق دو اقتباسات بھی ذکر کیے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے بعض حضرات کو کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب اپنی ''خودنوشت'' میں فرماتے ہیں:

> اسی زمانے میں میں نے ایک کتاب لکھنی شروع کی، جس کے ناتمام اوراق، اس عہد کی یادگار اب تک موجود ہیں، سرسید کے اجتہادات کا ذوق یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ ایک مکمل اور مرتب سلسلہ اصول وفروع اس کی بنا پر میں نے قرار دے لیا تھا، اور بطورِ استخراج واستنباط بہت سے نئی نئی چیزیں پیدا کی تھیں، اس وقت دماغ کے لیے یہی سب سے بڑا مشغلہ تھا، فقہاء کی تقسیم کے مطابق اگر سرسید مجتہد مطلق تھے، تو میں گویا مجتہد فی المذہب کا درجہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔
>
> بہت سے اصول، بہت سے مسائل، بہت سے فروع ایسے تھے کہ انھوں نے بالتصریح کچھ نہیں لکھا ہے، لیکن ان اصول ومقدمات سے ان کا استنباط ہوسکتا ہے، یا کسی مسلک پر تاویلیں کی جاسکتی ہیں، میں یہ سب کچھ کرتا رہتا تھا، اور اپنے ذہن میں، میں نے بہت جلد ایک مکمل اصول وفروع کا ذخیرہ مدون کرلیا تھا، اب دو باتوں کا خیال ہوا، ایک تو یہ کہ اس (سرسید صاحب کے مطابق) مسلک کو بترتیبِ عقائد واصول مدون کیا جائے، دوسرا یہ کہ سرسید کے علمِ کلام پر ایک ریویو لکھا جائے۔
>
> مولوی چراغ علی مرحوم کو ''تہذیبُ الاخلاق'' اشاعتِ سوم میں بجواب سوال واستفسار سرسید نے ایک بڑا سلسلہ ''العلوم الجدیدۃ والاسلام'' کا شروع کیا تھا، جس میں

قدیم کلام کی تدوین اور علومِ یونانیہ کی ترویج بیان کی ہے۔

مجھے یہ نام بہت مناسب معلوم ہوا، اور اسی نام سے ایک کتاب لکھنا شروع کی، اس کے دو حصے کیے: پہلے حصے کا موضوع یہ قرار دیا کہ انقلابِ علوم اور اس کے لیے نئے کلام کی ضرورت، پھر اس باب میں ہندوستان اور ہندوستان سے باہر جس قدر مواد فراہم ہو چکا ہے، اس سب کا ذکر، اور اس سب پر مسلکِ سرسید کی ترجیح کے وجوہ، اور اثباتِ ترجیح کے بعد اس پر ایک مکمل تبصرہ، دوسرا حصہ گویا سرسید کے علمِ کلام کا ایک مکمل متن تھا، اور ارادہ تھا کہ تمام ابواب عقائد واصول قرار دے کر انھیں سرسید کے مسلک پر مرتب کیا جائے۔

اس زمانے میں مصر وبلادِ اسلامیہ کے نئے لٹریچر کا بھی خوب مطالعہ کر چکا تھا، اس سے پہلے کہہ چکا ہوں کہ کیوں کر ''المنار'' اور ''شیخ محمد عبدہ'' اور دیگر مشاہیر مصر وشام کے حالات سے واقفیت ہوئی ''المنار'' برابر دیکھتا تھا، شیخ محمد عبدہ کی ''کتاب التوحید'' اور دیگر مضامین پڑھ چکا تھا ''المنار'' میں تفسیر کا سلسلہ بھی جاری تھا، نئے قسم کی تاویلات کی بعض کتابیں اور بھی نظر سے گزر چکی تھیں، مثلاً شیخ محمد صدرالدین قازانی وغیرہ کی تصنیفات، پس اس کتاب کے حصہٴ اول میں یہ بات دکھلانی تھی کہ یہ تمام کوششیں جو ہوئی ہیں، ان سب میں بمقابلہٴ علومِ جدیدہ اگر کوئی علمِ کلام اور جدید دفاعِ مذہب واسلام میں کام یاب ہوسکتا ہے، تو وہ صرف سرسید کا علمِ کلام ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس کے لیے میں نے مولانا شبلی مرحوم کو بھی ایک خط لکھا، اور نئی تصنیفات اس بارے میں دریافت کیں، حالانکہ وہ خود اس زمانے میں کتاب ''علمِ کلام جدید'' لکھ رہے تھے، اور گو اس باب میں ان کا مسلک اصولاً سرسید سے الگ نہ تھا، لیکن وہ تمام نئے مسائل، ابنِ رشد، ابنِ آمدی، ابنِ مسکویہ، راغب اصفہانی، امام غزالی اور معتزلہ وحکمائے اسلام کی نسبت سے تسلیم کرنا پسند کرتے تھے، سرسید کی نسبت پسند نہ تھی، انھوں نے مجھے لکھا: ؏

www.idaraghufran.org

مرا درَوے سخن گفتن نہ شاید

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ''مولانا ابوالکلام آزاد کی خودنوشت'' صفحہ۳۲۲ تا۳۲۴، بعنوان ''مجتہد فی المذہب۔شیخ محمد عبدہ اور المنار۔مولانا شبلی اور سرسید''، مصنفہ:مولانا ابوالکلام آزاد،مطبوعہ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،دہلی،انڈیا،سنِ اشاعت:2002عیسوی)

مولانا ابوالکلام صاحب کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شبلی کے علم الکلام تالیف کرنے کے زمانے میں،ان پر سرسید احمد خان کے افکار کے کچھ اثرات تھے،تاہم مولانا شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی صاحب واضح کر چکے ہیں کہ ان کو سرسید کے بہت سے افکار سے اختلاف تھا، نیز مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کی طرف سے تحریر شدہ تحریر کو ان کے رجوع پر محمول کرنا بہتر ہے، جیسا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے بعد کے فتوے میں تحریر فرمایا،لیکن اس کتاب کی اشاعت کو بھی پسند نہ فرمایا۔

علاوہ ازیں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے،مولانا شبلی نعمانی صاحب کے افکار کے متعلق جو ''حیاتِ شبلی'' میں وضاحت کی ہے، وہ بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے،جس میں انھوں نے اس طرح اشارہ کیا ہے کہ مولانا شبلی کے بعض افکار میں رجحان، مذکورہ کتاب لکھنے کے وقت جس طرف تھا ''سیرت النبیؐ'' کی تصنیف کے وقت اس طرح کا رجحان نہیں رہا تھا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے تعلق قائم ہونے کے بعد،مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی نعمانی صاحب کے حالات پر جو مفصل کتاب تالیف کی، اس میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے یہ اعتراف کیا ہے کہ:

> ''اس (الفاروق) میں بعض اغلاط کا وجود اور بعض جوابی نظریوں کی کم زوری بھی مصنف کی بشریت کی حامل ہے، **والعصمة لله وحدهٗ**۔(حیاتِ شبلی صفحہ۳۲''دیباچہ''
> ناشر:دارالمصنفین،شبلی اکیڈمی،اعظم گڑھ،تاریخِ طبع:1993عیسوی)

اس کے علاوہ سید سلیمان ندوی صاحب نے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ ''سیرت النبیؐ'' کے تالیف کے زمانے میں مولانا شبلی نعمانی صاحب کے متعدد افکار و رجحانات میں تبدیلی پیدا ہوگئی تھی، اور

آخری درجے میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے وہ جملے ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے، جس پر انھوں نے ''حیاتِ شبلی'' کی مفصل کتاب کا اختتام فرمایا ہے۔

وہ جملے درجِ ذیل ہیں:

اس مرقع میں کہیں کہیں بشری کم زوریوں کی جھائیاں بھی موجود ہوں گی، لیکن مجموعی طور سے حسن و جمال کا ایک غیر معمولی منظر بھی تصور کی آنکھوں کے سامنے ہوگا، آیئے ہم اور آپ اس کی دعاء کے لیے ہاتھ اٹھائیں، اور زبان سے کہیں ''**اللھم اغفر لہٗ وارحمہ**''۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(حیاتِ شبلی صفحہ ۸۱۸، ''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1993عیسوی)

جہاں تک مولانا شبلی نعمانی صاحب کی غزلوں میں عاشقانہ اشعار کا تعلق ہے، تو اس سلسلے میں وارث ریاضی صاحب لکھتے ہیں:

علامہ شبلی کی غزلوں کے عاشقانہ اشعار کے حوالے سے ان کے مخالفین نے ان کو حسن پرست اور ہوس ناک قرار دیا ہے، اگر معاندینِ شبلی کا یہ زاویۂ نگاہ درست ہے، تو پھر شیخ سعدی (1184-1292عیسوی) اور خواجہ حافظ (1324-1389عیسوی) اور اردو شعرا میں امیر مینائی (1829-1900 عیسوی) اور مولانا حسرت موہانی (1878-1951 عیسوی) پر بھی تو یہی الزام عاید کیا جاسکتا ہے۔ (ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ، انڈیا، صفحہ ۳۰۸، مضمون ''مولانا شبلی کی کردار کشی'' ربیع الاول 1428ہجری، اپریل 2007عیسوی، جلد نمبر179، شمارہ نمبر4)

مولانا شبلی اور مولانا آزاد صاحبان کے مابین اگرچہ علمی اعتبار سے مراسم وتعلقات تھے، لیکن مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کو مولانا شبلی کے متشدد حنفی ہونے سے اختلاف تھا، تقلید کے سلسلے میں مولانا آزاد صاحب زیادہ وسعت اور کھلے ذہن کے مالک تھے، اور اس سلسلے میں ان پر سر سید احمد خان

کے افکار کا گہرا اثر تھا، جس کی تفصیل ہم نے مولانا آزاد سے متعلق چند سوالات کے جوابات کے مضمون میں ذکر کردی ہے۔

مولانا آزاد صاحب کے مولانا شبلی نعمانی صاحب کی بعض تالیفات پر مرقوم حواشی سے بھی مولانا شبلی اور مولانا آزاد صاحب میں اختلاف کی نوعیت پر روشنی پڑتی ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

حنفی کا غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنا

آج کل بعض اہلِ علم واہلِ افتاء حضرات کی طرف سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ائمہ کی اقتداء میں نماز درست ہونے کے مسئلہ میں سختی سے کام لیا جاتا ہے، اس طرح کی غلط فہمی پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض غیر مجتہد حضرات کی طرف سے، اس قسم کے مسائل میں سخت باتیں صادر ہوگئی ہیں، بعض نے تو یہاں تک بھی فرمادیا کہ حنفی کو نماز میں ''رفعِ یدین'' کرنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ ''رفعِ یدین'' دراصل ''عملِ کثیر'' کے زمرہ میں آیا تا ہے، اور ''عملِ کثیر'' سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، حالانکہ اس مسئلہ میں محققین فقہائے کرام و مجتہدینِ عظام کے نزدیک کافی توسع موجود ہے، جس سے آگاہی ضروری ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''حنفی مذہب کی نماز شافعی اور مالکی اور حنبلی سب کے پیچھے جائز ہے، اس واسطے کہ اصول میں ان چاروں مذاہب میں کوئی اختلاف نہیں، اور یہ حکم احادیث اور فقہ کی کتبِ معتبرہ سے ثابت ہے، لیکن فی زمانہ بعض علمائے ماوراء النہر اپنی کم فہمی کے سبب سے تعصب رکھتے ہیں، اور اس بارہ میں گفتگو کرتے ہیں، ان کا قول، قابلِ رَد ہے، اور فقہ و حدیث کے خلاف ہے، یہ صرف ان کا مسئلہ اجتہادیہ ہے، ہرگز قابلِ سماعت اور لائقِ اعتبار نہیں، اور مکہ معظمہ میں اب تک یہی طریقہ جاری ہے کہ ان چار مذاہب کے لوگ دوسرے مذہب والے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اگر ایسا حکم نہ ہو، تو پھر مذہب اہلِ سنت اور فرقۂ خلافیہ میں کیا فرق رہے گا، اہلِ سنن اور سب فقہائے کرام کے محققین کے نزدیک چاروں مذاہب میں حق دائر ہے، اور یہ مسئلہ اصول کی کتبِ معتبرہ میں دیکھنا

چاہئے،تاکہ اطمینانِ کلی حاصل ہوجائے۔ **کتبہٗ فقیر عبدالعزیز عفی عنہ و کفّر عنہ سیآتہٖ۔**''(فتاوئ عزیزی،ص ۴۶۳،باب الفقہ،مسائلِ نماز،ناشر:ایچ ایم سعید کمپنی کراچی،سنِ طباعت:1412ہجری)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کے''مجموعہ فتاوئ عبدالحیٔ''میں اس مسئلے کے متعلق،ایک سوال اور جواب درجِ ذیل ہے:

سوال:...... ایک شخص کا عمل اور برتاؤ،ہراَمر میں حنفی مذہب کے موافق ہے،اور تحقیقِ مسائل میں وہ اگر اس طرح لکھے کہ''زمانۂ سلف میں صحابہ اور تابعین اور تبعِ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا مسائلِ جزئیہ میں اختلاف ہوتا گیا ہے،اور باوجود اس کے،ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے،کسی کو اس میں انکار نہ تھا،اور کوئی شخص اس کا التزام کرلے کہ ایک ہی شخص کے قول وفعل کو مانے،اگرچہ حق اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، تو یہ بات اب تک ثابت نہیں ہوئی،اور کسی اہلِ علم کا یہ قول نہیں ہے''

تو ایسا شخص اس لکھنے سے حنفیت سے خارج ہوگیا،یانہیں؟

جواب:...... حنفیت سے خارج نہ ہوگا،کیونکہ کتمانِ حق کا نام،حنفیت نہیں ہے(بلکہ حق واضح کرنا ہی حنفیت کا تقاضا ہے،اور اس شخص نے حق بات ہی کہی ہے)اکثر حنفیہ نے اپنی کتب میں یہی لکھا ہے۔

مفتیِ مکہ معظّمہ،یعنی مفتی عظیم،جن کا انتقال 1061ھ میں ہوا ہے''**القول السدید فی مسائل التقلید**''میں لکھتے ہیں کہ:

وقد كان الصحابة رضی اللہ عنهم يقتدی بعضهم ببعض و كذا التابعون لهم وفيهم المجتهدون ولم ينقل عن أحد من السلف رحمهم اللہ تعالى أنه كان لا يرى الاقتداء بمن يخالف قوله فی بعض المسائل ولو فی خصوص الطهارة والصلاة بل كان يقتدی بعضهم ببعض.

''صحابہ رضی اللہ عنہم،ایک دوسرے کی اقتداء کرتے تھے،اور اسی طرح تابعین رحمہم اللہ، ایک دوسرے کی اقتداء کرتے تھے،حالانکہ ان میں بہت سے مجتہد تھے،اور سلف میں

www.idaraghufran.org

کسی سے منقول نہیں ہے کہ وہ مخالف کی اقتداء کو ناجائز سمجھتا ہو، اگرچہ مخالفت خاص طہارت (اورحدث وغیرہ)ہی میں کیوں نہ ہو، بلکہ(ان میں سے ہر)ایک دوسرے کی اقتداء کرتا تھا‘‘

اور بھی اسی کتاب میں ہے:

فلا علينا ألا نأخذ بما ظهر لنا صواب خلافه إن أنعم الله علينا بحصول ضرب من النظر يمكن الوقف به على الصواب هذا ونحن مع ذلك بحمد الله تعالٰى لا نخرج عن درجة التقليد لإمامنا الأعظم أبي حنيفة رحمة الله عليه .

’’ہم کو یہ نہ چاہیے کہ اس سے اخذ کریں، جس کے خلاف کی درستی ہم کو ظاہر ہو جائے، کیونکہ اللہ نے ہم کو غور کرنے کی ایک نعمت مرحمت فرمائی ہے، جس کی بدولت ہم صواب کا پتہ چلا سکتے ہیں، لیکن باوجود اس کے، ہم امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ کی تقلید سے باہر نہیں ہوں گے‘‘ (مجموعہ فتاویٰ عبدالحیئ، ج۳ص۲۰۴،۲۰۵، کتاب التقلید، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

صحابۂ کرام وتابعینِ عظام اور سلف کے زمانے میں جو طریقہ تھا، اسی کے مطابق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے زمانے میں بھی بلانکیر تمام دنیا کے مسلمان، ائمۂ حرمین شریفین کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے، اورآج بھی پڑھتے ہیں، وہاں کبھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز ہونے نہ ہونے کے جھگڑے نظر نہیں آتے۔

لیکن ہمارے یہاں فروعی مسائل کے سلسلے میں ان بحثوں سے جان ہی نہیں چھوٹتی، ہمارے یہاں اجتہادی اختلاف کو حق وباطل کی طرح کا اختلاف سمجھا جاتا ہے۔

ہم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور علامہ عبدالحیئ لکھنوی رحمہما اللہ کے مذکورہ فتاویٰ سے اتفاق کرتے ہیں، اوراسی بنیاد پر حرمین شریفین وغیرہ میں دو رکعت پر سلام پھیرنے والے امام کی اقتداء میں وتر کی نماز کو بھی جائز قرار دیتے ہیں، اوراس موضوع پر ہمارا ایک رسالہ ’’غیر حنفی کی اقتداء میں نماز کا حکم‘‘ کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے۔

www.idaraghufran.org

اہلِ علم وفقہ حضرات کواس قسم کے مسائل میں اب توسع سے کام لینے کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ موجودہ زمانے میں دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں رہنے والےلوگوں کی ایک دوسرے سےضرورتیں اورقربتیں بڑھ گئی ہیں،اوراس قسم کے مسائل میں دشواری پیش آنے لگی ہے، جو پہلے زمانے میں پیش نہ آتی تھی۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور تشدد وتعصب سے محفوظ رکھے۔آمین۔

پیارے بچو

چھوٹے بچوں اوربچیوں کے لئے اسلامی باتیں،دلچسپ کہانیاں،مفید قصّے ،سچّے واقعات ،بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پرمشتمل

مختلف ومتفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ

مصنِّف:مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن'' کی دعوت (حصہ ششم)

رجلِ مومن کی دعوت (اللہ کی آیتوں کے متعلق بغیر سند کے جھگڑنا، باعثِ محرومی)

''رجلِ مومن'' نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تم نے حضرت یوسف کی نبوت ورسالت کا انکار کیا، بلکہ ان کی وفات کے بعد یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول نہیں بھیجے گا، تو یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی رسالت کا انکاری ہونا، اور اپنی طرف سے یہ تجویز کر دینا کہ اللہ تعالیٰ اب کوئی بھی رسول نہ بھیجے گا ''عناد در عناد'' اور ''بغاوت در بغاوت'' ہے۔

اور جو لوگ بغاوت اور سرکشی میں حد سے بڑھ جائیں، اور ان کا مزاج شک کرنے کا بن جائے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ گمراہ فرما دیتا ہے، ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ بلا دلیل، اللہ کی آیات میں جھگڑے کرتے رہیں، ان کی یہ جھگڑے بازی اللہ کے نزدیک، اور اہلِ ایمان کے نزدیک بہت زیادہ بغض اور نفرت کی چیز ہے۔

''رجلِ مومن'' نے مزید کہا کہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارے دلوں پر مہر لگ چکی ہے، اب تمہیں حق قبول کرنا نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی ہے، اور وہ اسی طرح ہر متکبر مغرور اور جابر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے، اور ایسے شخص کے دل میں ذرا بھی حق قبول کرنے کی طرف جھکاؤ نہیں رہتا، اس میں حق سمجھنے اور حق قبول کرنے کی بالکل ہی گنجائش نہیں رہتی۔ [1]

---

[1] ثم قال عز وجل: الذین یجادلون فی آیات اللہ بغیر سلطان أتاھم أی الذین یدفعون الحق بالباطل ویجادلون بالحجج بغیر دلیل وحجة معھم من اللہ تعالی فإن اللہ عز وجل یمقت علی ذلک أشد المقت ولھذا قال تعالی: کبر مقتا عند اللہ وعند الذین آمنوا أی والمؤمنون أیضا یبغضون من تکون ھذہ صفته فإن من کانت ھذہ صفته یطبع اللہ علی قلبه فلا یعرف بعد ذلک معروفا ولا ینکر منکرا ولھذا قال تبارک وتعالی: کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر أی علی اتباع الحق جبار (تفسیر ابنِ کثیر، ج۷ص۱۳۰، سورۃ غافر)

www.idaraghufran.org

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلَّـذِيْـنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ(سورة غافر، رقم الآية ۳۵)

یعنی ”جو اپنے پاس کسی واضح دلیل کے آئے بغیر، اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔ یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہے، اور ان لوگوں کے نزدیک بھی، جو ایمان لے آئے ہیں۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر جابر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے“۔

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے، تو سارا دل، اس مہر کے احاطہ میں گھر جاتا ہے، اور دل کا کوئی حصہ خالی نہیں رہتا کہ اس خالی حصے وسمت سے حق بات کو سمجھنے کی کوئی صلاحیت باقی رہ جائے، جیسے کسی برتن کے پورے منہ پر اگر مہر لگا دی جائے، اور اس کو بند کر دیا جائے، تو اس کے بعد ظاہر ہے کوئی سوراخ وغیرہ باقی نہیں رہتا کہ باہر سے کوئی چیز اس برتن کے اندر ڈالی جا سکے، اور نہ ہی مہر لگنے کے بعد اندر کی کسی چیز کے نکلنے کا امکان باقی رہتا ہے۔

پس یہی حال ایسے مغرور اور سرکش انسان کے دل کا ہوتا ہے، جب پورے دل پر مہر لگ جاتی ہے، تو باہر سے ہدایت ونصیحت اندر نہیں جا سکتی، اور نہ ہی اندر کی شقاوت وبدبختی باہر نکل سکتی ہے۔

اور جن لوگوں میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے، تو اس سے ان کی عقلیں الٹی ہو جاتی ہیں، اور وہ خواہشاتِ نفس کے ایسے بندے اور غلام بن کر رہ جاتے ہیں کہ اس کے خلاف وہ کسی کی بات سننے اور ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتے، خواہ وہ کوئی نبی ورسول ہی کیوں نہ ہو۔

اسی حالت کا ذکر حدیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَـنْ رَسُـولِ الـلَّـهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الـعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُـكِتَـتْ فِـي قَـلْبِـهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَـادَ زِيـدَ فِيهَـا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِى ذَكَرَ اللَّهُ ” كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ “(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۳۴) [1]

---

[1] قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے، پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے، اور استغفار کرے اور توبہ کرے، تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر دوبارہ گناہ کرے، تو سیاہی بڑھا دی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پر چھا جاتی ہے، اور یہی وہ ''ران'' ہے، جس کا ذکر اللہ نے (قرآن مجید کی سورہ مطففین کی آیت میں) کیا ہے، یعنی ''ہرگز نہیں بلکہ ان کے (برے) کاموں سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے'' (ترمذی)

اس طرح کی حدیث ''صحیح ابنِ حبان'' میں بھی مروی ہے۔ [1]

انسان کے دل پر مہر لگانے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان کا نور، داخل نہیں ہوتا، اور اس کو اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی، کیونکہ تمام اخلاق و اعمال کا منبع اور سرچشمہ ''دل'' ہی ہے، ہر اچھا و برا عمل ''دل'' ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ [2]

اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ انسان کے بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا (یعنی دل) ایسا ہے جس کے درست ہونے سے سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے سے سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ [3]

---

[1] عن أبی هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن العبد إذا أخطأ خطيئة نكت فی قلبه نكتة، فإن هو نزع واستغفر وتاب صقلت، فإن عاد زيد فيها، فإن عاد زيد فيها حتى تعلو فيه، فهو الران الذى ذكر الله:"كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون"(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٩٣٠)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] لأن القلب هو الذى يتكبر وسائر الأعضاء تبع له، ولهذا قال النبى صلى الله عليه وسلم: "إن فی الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهی القلب "ويجوز أن يكون على حذف المضاف، أى على كل ذى قلب متكبر، تجعل الصفة لصاحب القلب(تفسير القرطبی، ج ١٥ ص ٣١٤، سورة غافر)

[3] عن عامر، قال: سمعت النعمان بن بشير، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس، فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع فی الشبهات: كراع يرعى حول الحمى، يوشك أن يواقعه، ألا وإن لكل ملك حمى، ألا إن حمى الله فی أرضه محارمه، ألا وإن فی الجسد مضغة: إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهی القلب " (بخاری، رقم الحديث ٥٢)

www.idaraghufran.org

اس آیت میں ’’جبار‘‘اور’’متکبر‘‘ کا ذکر آیا ہے کہ اللہ اسی طرح ہر’’جبار،متکبر‘‘کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

’’جبر‘‘ کے معنیٰ ہیں’’نقصان کو پورا کرنا‘‘جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس کو اللہ کی طرف سے کوئی درجہ حاصل ہے، حالانکہ وہ اس درجہ کا مستحق نہ ہو، اس کو’’جبار‘‘ کہتے ہیں، اس اعتبار سے یہ لفظ بطورِ مذمت استعمال کیا جاتا ہے’’بادشاہ‘‘ کو’’جبار‘‘اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیےلوگوں پر جبر اور قہر کرتے ہیں۔ [1]

اور’’متکبر‘‘اس شخص کو کہتے ہیں، جو حق کا انکار کرے،اور لوگوں کو حقیر جانے ،فرعون کی قوم کے لوگ ایسے ہی تھے، وہ بنی اسرائیل پر قہر اور جبر کرتے تھے، ان کو حقیر جانتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ [2]

---

[1] الجبار الذى جبر خلقه على ما أراد اى قهرهم وأكرههم عليه او جبر أحوالهم اى أصلحها فعلى هذا يكون الجبار من الثلاثى لامن الافعال وجبر بمعنى اجبر لغة تميم وكثير من الحجازيين واستدل بورود الجبار من يقول ان امثلة مبالغة تأتى من المزيد عن الثلاثى فانه من أجبره على كذا اى قهره وقال الفراء لم اسمع فعال من افعل الا فى جبار ودراك فانهما من اجبر وأدرك قال الراغب اصل الجبر إصلاح الشيء بضرب من القهر وقد يقال فى إصلاح المجرد نحو قول على رضى الله عنه يا جابر كل كسير ومسهل كل عسير والإجبار فى الأصل حمل الغير على أن يجبر الأمور لكن تعورف فى الإكراه المجرد وسمى الذين يدعون ان الله تعالى يكره العباد على المعاصى فى تعارف المتكلمين مجبرة وفى قول المتقدمين جبرية والجبار فى صفة الإنسان يقال لمن يجبر نقيصته بادعاء منزلة من المعالى لا يستحقها وهذا لا يقال الا على طريقة الذم(روح البيان لابى الفداء اسماعيل حقى، ج۹ ص۶۳، سورة الحشر)

[2] المسألة الثالثة: لا بد من بيان الفرق بين المتكبر والجبار، قال مقاتل متكبر عن قبول التوحيد جبار فى غير حق، وأقول كمال السعادة فى أمرين التعظيم لأمر الله والشفقة على خلق الله فعلى قول مقاتل التكبر كالمضاد للتعظيم لأمر الله والجبروت كالمضاد للشفقة على خلق الله والله أعلم(التفسير الكبير للرازى، ج۲۷ ص۵۱۴، سورة غافر)

لأن طبع المتكبر القاسى وشأنه ابطال الحق وتحقير الخلق لكنه قد ينزجر إذا كان مقرا بالجزاء وخائفا من الحساب واما إذا اجتمع التكبر والتكذيب بالبعث كان اظلم واطغى فلا عظيمة الا ارتكبها فيكون بالاستعاذة اولى وأحرى(روح البيان لابى الفداء اسماعيل حقى، ج۸ ص۱۷۵، سورة غافر)

والجبار: الذى طال وفات اليد.

وللعلماء فى الجبار أربعة أقوال: أحدها: أنه الذى يقتل على الغضب ويعاقب على الغضب، قاله الكلبى. والثانى: أنه الذى يجبر الناس على ما يريد، قاله الزجاج .والثالث: أنه المسلط .والرابع: أنه العظيم فى نفسه، المتكبر على العباد، ذكرهما ابن الأنبارى .والذى ذكرناه يجمع هذه الأقوال(زاد المسير فى علم التفسير لابى الفرج الجوزى، ج۲ ص۳۸۱، سورة هود)

طب وصحت حکیم مفتی محمد ناصر

’’ثریا‘‘ ستارہ سے رفعِ آفات کی احادیث (دوسری وآخری قسط)

کئی احادیث میں پھلوں اور فصلوں کی پکنے اور پختہ ہونے سے پہلے، خرید وفروخت کرنے کی ممانعت بیان ہوئی ہے، اور پھلوں اور فصلوں کے پکنے کا وقت، آفات کا دُور ہونا بیان ہوا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا، وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلاَحِهَا قَالَ: حَتَّى تَذْهَبَ عَاهَتُهُ (بخاری، رقم الحديث ١٤٨٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا، یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہوجائے، اور جب پوچھا جاتا کہ اس کی پختگی کیا ہے، تو فرماتے کہ جب اس (پھل) کی آفت چلی جائے (بخاری)

اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ، وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ، وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ (مسلم، رقم الحديث ٥٠ "١٥٣٥"، ابوداؤد، رقم الحديث ٣٣٦٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی بیع سے منع کیا یہاں تک کہ وہ پک کر خوش رنگ ہوجائیں اور بالیوں کے سفید ہونے سے پہلے بیع سے منع فرمایا، یہاں تک کہ وہ آفات سے محفوظ ہوجائیں، بیچنے والے اور خریدنے والے (دونوں کو) منع فرمایا (مسلم، ابوداؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُشْقِحَ .فَقِيلَ

www.idaraghufran.org

لِجَابِرٍ: وَمَا تُشْقِحُ؟ قَالَ: تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا (شرح معانی الآثار، رقم الحديث ٥٥٦٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا، یہاں تک کہ خوش رنگ ہوکر سرخ یا زرد ہوجائیں، اور کھانے کے قابل ہوجائیں (شرح معانی الآثار)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٤٨١٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا، یہاں تک کہ وہ آفات سے محفوظ ہوجائیں (طبرانی)

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن (تابعیہ) رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ، حَتَّى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ (موطاء مالک، رقم الرواية ٢٢٩١، النهى عن بيع الثمار، حتى يبدو صلاحها)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا، یہاں تک کہ وہ آفات سے محفوظ ہوجائیں (موطاء)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

وَفِي البَاب عَنْ أَنَسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ :.حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: كَرِهُوا بَيْعَ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ (ترمذی، تحت رقم الحديث ١٢٢٧)

ترجمہ: اس باب میں انس، عائشہ، ابوہریرہ، ابنِ عباس، جابر، ابوسعید، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے روایات ہیں۔

www.idaraghufran.org

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے،اور اہلِ علم کے نزدیک، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وغیرہ کا اس پر عمل ہے، کہ ان حضرات نے پھلوں کی بیع کو، پھلوں کے پختہ ہونے سے پہلے ناپسند فرمایا ہے،اور یہی شافعی،احمد،اوراسحاق کا قول ہے(ترمذی)

مذکورہ احادیث وروایات میں پھلوں اور فصلوں کے پکنے اور پختہ ہونے کے بعد خرید وفروخت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے،اور پھلوں اور فصلوں کے پکنے کا وقت،آفات کا دُور ہونا بیان ہوا ہے،مگر مذکورہ احادیث میں پھلوں اور فصلوں سے آفات دُور ہونے کے وقت کا ذکر نہیں ہے۔ [1]

ثریا ستارے کے طلوع سے آفات کا دُور ہونا

بعض احادیث میں ثریا ستارے کے طلوع ہونے کے وقت،آفات اُٹھائے جانے کی خبر دی گئی ہے۔

چنانچہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تَذْهَبَ الْعَاهَةُ "، قُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمَا تَذْهَبُ الْعَاهَةُ، مَا الْعَاهَةُ؟ قَالَ: "طُلُوعُ الثُّرَيَّا (مسند احمد، رقم الحديث ٥٠١٢، إسناده صحيح على شرط البخاري، رجاله ثقات)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا، یہاں تک کہ ’’عَـاهَةُ‘‘ چلی جائے (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ’’عَـاهَةُ‘‘ چلی جانے کا کیا مطلب ہے؟ اور ’’عَـاهَةُ‘‘ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ثریا ’’ستارہ‘‘ کا طلوع ہونا (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ– يَعْنِي الثُّرَيَّا–

---

[1] قال أبو جعفر: فتأملنا هذا الحديث فلم نجد فيه ذكر ذلك النجم أي النجوم هو؟ فطلبناه في غيره من الأحاديث (شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ٢٢٨٢، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في طلوع النجم الذي ترتفع بطلوعه العاهة أو تخف أي النجوم هو)

www.idaraghufran.org

رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنِ الثِّمَارِ (الإرشاد فی معرفة علماء الحديث للخليلی القزوينی، المتوفی 446ھ، رقم الحديث ۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ستارہ طلوع ہو جائے، یعنی ثریا، تو پھلوں سے آفت اُٹھالی جاتی ہے (ارشاد للقزوینی)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا طَلَعَتِ الثُّرَيَّا غُدْوَةً ارْتَفَعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ كُلِّ بَلَدٍ (مسند الإمام أبی حنيفة رواية أبی نعيم الاصبهانی، صفحه۱۴۷)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس صبح کو ثریا (ستارہ) طلوع ہو جائے، تو ہر شہر سے آفت اُٹھالی جاتی ہے (مسند ابی حنیفہ، اصبہانی)

مذکورہ حدیث میں "ثُریا" ستارہ کے کسی بھی صبح میں طلوع ہونے پر ہر شہر سے آفت اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ:

عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ؛ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَبِيعُ ثِمَارَهُ، حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا (موطاء مالک، رقم الحديث ۲۲۹۳، النهی عن بيع الثمار، حتى يبدو صلاحها)

ترجمہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اپنے پھل فروخت نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ ثریا (ستارہ) طلوع ہو جاتا (موطاء)

مذکور حدیث میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل ذکر ہوا ہے کہ وہ ثریا (ستارہ) کے طلوع ہونے تک اپنے پھل نہیں بیچا کرتے تھے۔

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

وَقَدْ حَدَّثَنِي مَنْ لاَ أَتَّهِمُ: أَنَّهُ شَهِدَ هَذَا الْمُصَلَّى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَسْتَسْقِي بِالنَّاسِ عَامَ الرَّمَادَةِ، قَالَ: فَدَعَا وَالنَّاسُ

طَوِيلًا، وَاسْتَسْقَى طَوِيلًا، وَقَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاسُ: كَمْ بَقِيَ مِنْ نَوْءِ الثُّرَيَّا؟ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ بِهَا يَزْعُمُونَ أَنَّهَا تَعْتَرِضُ بِالْأُفُقِ بَعْدَ وُقُوعِهَا سَبْعًا، قَالَ: فَوَاللهِ مَا مَضَتْ تِلْكَ السَّبْعُ حَتَّى أُغِيثَ النَّاسُ.

قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا مَا ذَكَرَهُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ٦٤٥٥، باب كراهية الاستمطار بالأنواء، مسند الحميدى، رقم الحديث ١٠٠٩)

ترجمہ: اور مجھ سے اُس نے بیان کیا، جسے میں متّہم نہیں سمجھتا، کہ وہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اُس نماز کے وقت موجود تھا، جب وہ قحط کے سال میں لوگوں کے ساتھ استسقاء کی نماز پڑھ رہے تھے، پس عمر رضی اللہ عنہ، اور لوگوں نے لمبی نماز ودعاء کی، اور عمر رضی اللہ عنہ نے عباس بن عبدالمطلب سے معلوم کیا کہ اے عباس! ثریا ستارہ کے طلوع میں کتنا وقت باقی ہے؟ تو عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اے امیرُ المؤمنین! ثریا ستارے کو جاننے والے یہ گمان کرتے ہیں کہ ثریا طلوع ہونے کے سات دن بعد ظاہر ہوتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ سات کا عدد نہیں گزرا تھا کہ لوگوں پر بارش ہوگئی۔

شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مذکورہ احادیث اس طرح جمع ہوجاتی ہیں، جو شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے (بیہقی، حمیدی)

اور امام شافعی رحمہ اللہ کے کلام سے مذکورہ احادیث کا یہ مطلب مفہوم ہوتا ہے کہ تغیرات، مثلاً بارش ہونے اور آفات دُور ہونے کی اصل وجہ اللہ کا حکم اور اللہ کی رحمت ہی ہے، اور کوئی بھی تبدیلی اللہ کے حکم کے بغیر واقع نہیں ہوسکتی، یہ اللہ پر ایمان لانا ہے، جس کا انسان مکلّف ہے۔

اس کے برعکس اہلِ شرک بارش اور تغیرات کی نسبت اور ان کی وجہ مختلف ستاروں کو قرار دیتے ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے، جو کفر ہے۔

www.idaraghufran.org

اور صحیح عقیدہ وطرزِ عمل یہ ہے کہ ستارے بھی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اور جس طرح دوسری مخلوقات اللہ کے حکم سے اپنے اپنے فرائض اور ڈیوٹیاں سرانجام دے رہی ہیں، اسی طرح ستارے بھی خود سے کسی چیز کے مالک نہیں، بلکہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں، اور اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔اور ستاروں یا ثریا ستارے سے آفات دُور ہونا، دراصل آفات دُور ہونے کے وقت کی ایک خبر وعلامت ہے، اور یہ سمجھنا کہ آفات دُور ہونا، ثریا ستارے کے طلوع پر موقوف ہے، درست نہیں (انتہیٰ)۔[1]

خلاصہ یہ کہ فلکیات سے متعلق قرآن وسنت کی مذکورہ تعلیمات سے متعلق اہل علم حضرات کی بیان کردہ تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج، چاند، ستاروں کا اپنے مداروں میں گردش کرنا، اور سورج وچاند گرہن وغیرہ کا نظام ایک قاعدہ ضابطہ کے ساتھ قطعی وحتمی طور پر قائم ہے، جس سے دن رات اور ماہ وسال کا نظام بغیر کسی تعطل اور خرابی کے جاری وساری ہے، اور اس نظام کے ساتھ جہتِ قبلہ، نماز، روزہ، عید وبلوغت، اور شریعت کے دوسرے بہت سے احکامات کا تعلق ہے، لہٰذا ان اوقات کا علم حاصل کرنا، اور انہیں محفوظ رکھنا، عبادت اور دینی فریضہ ہے۔

البتہ ستاروں کو مؤثر بالذات سمجھنا اور مثلاً بارش ہونے یا آفات کے واقع ہونے، یا آفات کے اُٹھائے جانے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بجائے، ستاروں کے مؤثر بالذات ہونے کا عقیدہ رکھنا

---

[1] (قال الشافعي) : رسول الله – صلى الله عليه وسلم – "بأبى هو وأمى "هو عربى واسع اللسان يحتمل قوله هذا معانى، وإنما مطر بين ظهرانى قوم أكثرهم مشركون لأن هذا فى غزوة الحديبية، وأرى معنى قوله، والله أعلم أن من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك إيمان بالله لأنه يعلم أنه لا يمطر ولا يعطى إلا الله عز وجل وأما من قال مطرنا بنوء كذا، وكذا على ما كان بعض أهل الشرك يعنون من إضافة المطر إلى أنه أمطره نوء كذا فذلك كفر كما قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – لأن النوء وقت، والوقت مخلوق لا يملك لنفسه، ولا لغيره شيئا، ولا يمطر، ولا يصنع شيئا فأما من قال: مطرنا بنوء كذا على معنى مطرنا بوقت كذا فإنما ذلك كقوله مطرنا فى شهر كذا، ولا يكون هذا كفرا، وغيره من الكلام أحب إلى منه (قال الشافعي) : أحب أن يقول مطرنا فى وقت كذا، وقد روى عن عمر أنه قال يوم الجمعة، وهو على المنبر: كم بقى من نوء الثريا؟ فقام العباس فقال لم يبق منه شىء إلا العواء فدعا، ودعا الناس حتى نزل عن المنبر فمطر مطرا حيى الناس منه، وقول عمر هذا يبين ما وصفت لأنه إنما أراد: كم بقى من وقت الثرياء؟ ليعرفهم بأن الله عز وجل قدر الأمطار فى أوقات فيما جربوا كما علموا أنه قدر الحر والبرد بما جربوا فى أوقات (الام للشافعى، ج ١ ، ص ٢٨٨ ، كراهية الاستمطار بالانواء)

www.idaraghufran.org

جاہلیت کے کفریہ عقیدوں میں سے ہے، جوکہ بعض نجومیوں کا بھی طرزِ عمل ہے، اوراس کی شریعت میں مذمت اور بُرائی بیان ہوئی ہے۔

البتہ انسانی تجربات اور سابقہ حالات کی بنیاد پر ہونے والے موسمی تغیرات میں مخصوص ستاروں کی گردش کے ذریعہ حالات کا جائزہ لینا، اور ستاروں کی اس گردش کو حالات کی تبدیلی میں ایک علامت کا درجہ دینا، مذکورہ احادیث میں بیان کردہ مذمت میں داخل نہیں ہے، بلکہ جن احادیث میں ثریا ستارے کے طلوع سے آفات کا دور ہونا بیان ہوا ہے، محدثین اور اہلِ علم حضرات نے ان احادیث سے مذکورہ تشریح مراد لی ہے۔

مذکورہ تفصیل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ثریا ستارے سے متعلق آفات کے دُور ہونے کی احادیث میں جو تفصیل بیان ہوئی ہے، اس کو سمجھنا چاہئے۔ [1]

---

[1] وأما معنى الحديث فاختلف العلماء فى كفر من قال مطرنا بنوء كذا على قولين أحدهما هو كفر بالله سبحانه وتعالى سالب لأصل الإيمان مخرج من ملة الإسلام قالوا وهذا فيمن قال ذلك معتقدا أن الكوكب فاعل مدبر منشيء للمطر كما كان بعض أهل الجاهلية يزعم ومن اعتقد هذا فلا شك فى كفره وهذا القول هو الذى ذهب إليه جماهير العلماء والشافعى منهم وهو ظاهر الحديث قالوا وعلى هذا لو قال مطرنا بنوء كذا معتقدا أنه من الله تعالى وبرحمته وأن النوء ميقات له وعلامة اعتبارا بالعادة فكأنه قال مطرنا فى وقت كذا فهذا لا يكفر واختلفوا فى كراهته والأظهر كراهته لكنها كراهة تنزيه لا إثم فيها وسبب الكراهة أنها كلمة مترددة بين الكفر وغيره فيساء الظن بصاحبها ولأنها شعار الجاهلية ومن سلك مسلكهم والقول الثانى فى أصل تأويل الحديث أن المراد كفر نعمة الله تعالى لاقتصاره على إضافة الغيث إلى الكوكب وهذا فيمن لا يعتقد تدبير الكوكب ويؤيد هذا التأويل الرواية الأخيرة فى الباب أصبح من الناس شاكر وكافر وفى الرواية الأخرى ما أنعمت على عبادى من نعمة إلا أصبح فريق منهم بها كافرين وفى الرواية الأخرى ما أنزل الله تعالى من السماء من بركة إلا أصبح فريق من الناس بها كافرين فقوله بها يدل على أنه كفر بالنعمة والله أعلم وأما النوء ففيه كلام طويل قد لخصه الشيخ أبو عمرو بن الصلاح رحمه الله فقال النوء فى أصله ليس هو نفس الكوكب فإنه مصدر ناء النجم ينوء نوئا أى سقط وغاب وقيل أى نهض وطلع وبيان ذلك أن ثمانية وعشرين نجما معروفة المطالع فى أزمنة السنة كلها وهى المعروفة بمنازل القمر الثمانية والعشرين يسقط فى كل ثلاثة عشرة ليلة منها نجم فى المغرب مع طلوع الفجر ويطلع آخر يقابله فى المشرق من ساعته وكان أهل الجاهلية إذا كان عند ذلك مطر ينسبونه إلى الساقط الغارب منهما وقال الأصمعى إلى الطالع منهما قال أبو عبيد ولم أسمع أحدا ينسب النوء للسقوط إلا فى هذا الموضع ثم إن النجم نفسه قد يسمى نوئا تسمية للفاعل بالمصدر قال أبو إسحاق الزجاج فى بعض أماليه الساقطة فى الغرب هى الأنواء والطالعة فى المشرق هى البوارح والله اعلم (شرح النووى على مسلم، تحت رقم الحديث ۱۷، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء) (كذا فى الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۴، ص ۵۴، مادة "تنجيم")

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ — مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 11/ 18/ 25/ ذیقعدہ 1441ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں کرونا وائرس کی وجہ سے احتیاطی تدابیر کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کیا گیا۔

□...... 6/ 13/ 20/ ذیقعدہ 1441ھ، بروز اتوار تک مدیر صاحب کی محدود اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 9/ ذوالقعدہ بروز بدھ، مدیر صاحب کی زیرِ صدارت، رفقائے ادارہ غفران کے مابین ماہانہ علمی وفقہی مجلس منعقد ہوئی، جس میں علمی وتحقیقی رسائل کی جلد نمبر 13، 14 کے رسائل کی تیاری طے پائی، اس سے قبل علمی وتحقیقی رسائل کی گیارہ جلدیں طبع ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہیں، دورانِ اجلاس بعض دیگر علمی وفقہی مباحث بھی زیرِ گفتگو رہے۔

□...... 12/ ذوالقعدہ بروز ہفتہ مدیر صاحب، اپنے دیرینہ عزیز جناب زاہد صاحب (پی-ڈبلیو-ڈی، راولپنڈی) کے یہاں دینی سلسلے میں تشریف لے گئے۔

□...... 16/ ذوالقعدہ بروز بدھ، بعد ظہر، جناب مولانا بلال اشرف صاحب (ناظم مجلس صیانۃ المسلمین، لاہور) چند علماء کے ساتھ، ادارہ غفران میں تشریف لائے، علمی نشست بھی ہوئی۔

□...... گزشتہ ماہ ملک میں کرونا وائرس کی وبا اور اس کے نتیجے میں تعلیمی سرگرمیاں موقوف ہونے کی وجہ سے، ادارہ غفران کے تعلیمی شعبوں اور تعمیرِ پاکستان سکول میں عمومی تعطیلات کا سلسلہ جاری رہا۔

□...... ادارہ غفران کے اساتذۂ کرام اور عملہ کے جملہ افراد، بحمد اللہ تعالیٰ احتیاطی تدابیر کے ساتھ، دینی خدمات میں مصروفِ عمل رہے۔

چنانچہ مفتی محمد رضوان صاحب اور آپ کے معاونین، تصنیف وتالیف اور تحقیق کے کاموں میں مصروف ہیں، دارالافتاء سے منسلک حضرات کی طرف سے بذریعہ ٹیلی فون، بذریعہ ڈاک اور دستی وزبانی طریقہ پر فتاویٰ ومسائل کا کام جاری رہا۔

□...... ادارہ غفران کے بعض تعلیمی شعبوں میں آن لائن طریقے پر تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ موجودہ وبا سے جلد از جلد حفاظت عطاء فرمائے۔ آمین۔

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

26/جون/2020ء/4/ذیقعدہ/1441ھ: پاکستان: عالمی بینک سے 725، ایشیائی بینک سے 500ڈالر جاری، انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک سے مزید 500ملین ڈالر کی آمد جلد متوقع، شرح سود میں بھی کمی، اسٹیٹ بینک 27/جون: پاکستان: پٹرول 25.58، ہائی سپیڈ ڈیزل 21.31، مٹی کا تیل 23.50، لائٹ ڈیزل 17.84روپے لٹر مہنگا، پٹرول کی نئی قیمت 100، ہائی سپیڈ ڈیزل 101.46ہوگئی، نئی قیمتوں کا فوری اطلاق 28/جون: پاکستان: غیر ملکی ایئر لائنز کی بھی پاکستانی پائلٹس کے خلاف کاروائی، کویت ایئر ویز نے 7پائلٹس، 56انجینئرز گراؤنڈ کردیے 29/جون: پاکستان: پٹرول نرخ بڑھنے سے سبزیوں، پھلوں کی قیمتوں میں 10سے 25فیصد اضافہ 30/جون: پاکستان: دنیا میں کرونا سے اموات 5لاکھ 2ہزار، بنگلہ دیش کے سیکرٹری دفاع جاں بحق یکم/جولائی: پاکستان: مقبوضہ کشمیر میں آبادی تناسب بدلنے کے حربے، وزیرِ اعظم کا اقوامِ متحدہ سے رابطہ 2/جولائی: پاکستان: برطانیہ نے بھی پی آئی اے کی پروازوں پر پابندی لگادی ☎ پائلٹس کے جعلی لائسنس، مزید تحقیقات کی جائے، وفاقی کابینہ 3/جولائی: پاکستان: مالی خسارہ کورونا وبا، ٹورزم ڈویلپمنٹ کا شمالی آپریشن بند، 400ملازمین فارغ 4/جولائی: پاکستان: سابق وزیرِ اعظم نواز شریف کو سزا سنانے والا جج برطرف، چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی سربراہی میں 7ججوں پر مشتمل انتظامی کمیٹی نے منظوری دی، انکوائری افسر جسٹس نعیم نے سابق جج کو قصوروار قرار دیا تھا 5/جولائی: پاکستان: مویشی منڈیاں شہر سے 2کلومیٹر دور، بچوں، بزرگوں کا داخلہ بند، ماسک لازمی، ایس او پیز جاری 6/جولائی: پاکستان: کورونا: ڈاکٹر سمیت مزید 66کا انتقال، 3563نئے مریض، 231087متاثرین، 130995شفایاب 7/جولائی: پاکستان: ڈیڑھ ارب ڈالر کے بجلی منصوبہ کا پاک چین معاہدہ، دریائے جہلم پر 700میگا واٹ کا آزاد پتن ہائیڈرو پاور پراجیکٹ 2026تک مکمل ہوگا 8/جولائی: پاکستان: وفاقی کابینہ، جعلی لائسنس، پی آئی اے کے 28پائلٹ فارغ، ایئر مارشل ارشد ملک کی 12جولائی کو ریٹائرمنٹ کے بعد بطور سی ای او قومی ایئر لائن 3سالہ تعیناتی کی منظوری 9/جولائی: پاکستان: بین الصوبائی وزرائے تعلیم کانفرنس، تعلیمی ادارے ستمبر سے کھولنے پر اتفاق 10/جولائی: پاکستان: لاہور ہائیکورٹ، کمشنر اور ڈپٹی کمشنرز کو عدالتی اختیارات دینے کا نوٹیفکیشن معطل ☎ پٹرول بحران، لاہور ہائیکورٹ کا تحقیقاتی کمیشن بنانے کا فیصلہ، حکومت سے نام طلب 11/جولائی: پاکستان: مہنگائی میں

www.idaraghufran.org

0.98فیصد اضافہ،18اشیائے ضروریہ مہنگی ✍12 / جولائی: پاکستان: سمارٹ لاک ڈاؤن کے مثبت نتائج، تشویشناک حالت والے کورونا مریضوں میں 28فیصد کمی ✍13 / جولائی: سعودی عرب: حج مقامات، بلا اجازت داخلے پر10ہزار ریال جرمانہ ہوگا، حج ہدایات کی خلاف ورزی پر جرمانہ دگنا ہوگا، سعودی وزارتِ داخلہ ✍14 / جولائی: پاکستان: افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے لیے کل سے واہگہ بارڈر اوپن، کووڈ 19 سے پہلے کی پوزیشن پر تجارت بحال کردی، ایس او پیز اور پروٹوکولز کا خیال رکھا جائے گا، ترجمان دفتر خارجہ ✍15 / جولائی: پاکستان: قومی اسمبلی، اجلاس کے آغاز میں قرآن پاک کی تلاوت کے بعد حدیث کا لفظ بھی شامل کردیا گیا، قواعد میں ترمیم کے بعد اب اجلاس میں قرآن پاک کی تلاوت کے بعد حدیث بھی پڑھی جائے گی ✍16 / جولائی: پاکستان: ایران نے سی پیک اور بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹو کی حمایت کردی، منصوبے ترقی کا خاص ماڈل ہیں، ایرانی سفیر ✍17 / جولائی: پاکستان: چکی کا آٹا 5 روپے مہنگا، 70روپے کلو ہوگیا ✍18 / جولائی: پاکستان: سٹاک ایکسچینج میں تیزی برقرار، سونا اور ڈالر مہنگا ✍19 / جولائی: پاکستان: لفظ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لکھنے کا نوٹیفکیشن جاری۔

www.idaraghufran.org

ترتیب وپیشکش مولانا طارق محمود

ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد نمبر 17 (1441ھ) کی اجمالی فہرست

﴿آئینۂ احوال﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
آرمی چیف کا مدارس کے طلباء سے خطاب	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 3
سائنسی میدان، مسلمانوں کی گم شدہ میراث	// //	شمارہ 2 ص 3
سائنسی دنیا میں مسلمانوں کا کردار	// //	شمارہ 3 ص 3
آزادی مارچ، قائدِ جمعیت اور اس کے آثار	// //	شمارہ 4 ص 3
طاقت اور اقتدار کے نشہ کا انجام	// //	شمارہ 5 ص 3
مسلمانوں کے مصائب کا سبب	// //	شمارہ 6 ص 3
خواتین پر غیر متعلقہ کاموں کا بوجھ ڈالنا	// //	شمارہ 7 ص 3
کرونا کی وبا اور لاک ڈاؤن سے حاصل شدہ سبق	// //	شمارہ 8,9,10 ص 3
کردار کا غازی بننے کی ضرورت	// //	شمارہ 11 ص 3
سائنس اور موت	// //	شمارہ 12 ص 3

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سُود اور اس کو بیع کے مثل قرار دینے کا وبال (قسط 3) (سورہ بقرہ: قسط 179)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 7
''سود'' کی بے برکتی اور اُس سے باز نہ آنے کا وبال (سورہ بقرہ: قسط 180)	// //	شمارہ 2 ص 6
''اُدھار'' اور ''رہن'' کے متعلق قرآنی ہدایت (سورہ بقرہ: قسط 181)	// //	شمارہ 3 ص 7

نفس کی خفیہ چیزوں اور وسوسہ وارادہ کا حساب (سورہ بقرہ: قسط182)	مفتی محمد رضوان	شمارہ4ص8
سورہ بقرہ کی آخری دو اہم وجامع آیات (سورہ بقرہ: آخری قسط)	// //	شمارہ5ص5
سورہ آلِ عمران کی ابتدائی چار آیات (سورہ آلِ عمران: قسط1)	// //	شمارہ6ص6
''رحمِ مادر'' میں حمل کی نقشہ سازی (سورہ آلِ عمران: قسط2)	// //	شمارہ7ص5
آیاتِ محکمات ومتشابہات (سورہ آلِ عمران: قسط3)	// //	شمارہ8,9,10 ص7
کافروں کا مال واولاد، عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکے گی (سورہ آلِ عمران: قسط4)	// //	شمارہ11ص6
انسان کے لیے شہوات کی محبت، مزین کردی گئی (سورہ آلِ عمران: قسط5)	// //	شمارہ12ص8

درسِ حدیث

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خودکشی کرنے کا وبال	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص15
عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط1)	// //	شمارہ2ص13
عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط2)	// //	شمارہ3ص18
عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط3)	// //	شمارہ4ص23
عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط4)	// //	شمارہ5ص21
عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط5)	// //	شمارہ6ص16
عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (ساتویں وآخری قسط)	// //	شمارہ7ص19
گھروں میں سکونت اور زبان کی حفاظت	// //	شمارہ8,9,10 ص23
استنجاء واستبراء میں تشدّد وسختی کی ممانعت	// //	شمارہ11ص18
حوائج کو رازداری میں رکھنے کا حکم	// //	شمارہ12ص19

﴿مقالات ومضامین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
’’نفل کی جماعت‘‘ کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص21
افادات وملفوظات	// //	شمارہ1 ص25
اردو کی ناقدری اور انگریزی کا بے جا استعمال	مولانا شعیب احمد	شمارہ1 ص28
کارل مارکس کا نظریہ اشتراکیت اور اسلام (تیسری وآخری قسط)	مولانا محمد ریحان	شمارہ1 ص35
’’سجدۂ تلاوت‘‘ کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف	مفتی محمد رضوان	شمارہ2 ص23
افادات وملفوظات	// //	شمارہ2 ص26
ریاکاری سے بچیں!	مولانا شعیب احمد	شمارہ2 ص32
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ3 ص25
اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر	مولانا شعیب احمد	شمارہ3 ص32
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ4 ص28
سود...دینی ودنیاوی خسارہ	مولانا شعیب احمد	شمارہ4 ص36
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ5 ص27
مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط1)	مولانا شعیب احمد	شمارہ5 ص36
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ6 ص19
مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط2)	مولانا شعیب احمد	شمارہ6 ص23
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ7 ص25
مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط3)	مولانا شعیب احمد	شمارہ7 ص29
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ8,9,10 ص30

اللہ سے عافیت مانگیے !	مولانا شعیب احمد	شمارہ8,9,10 ص36
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ11 ص21
''رجوع الی اللہ'' (حصہ اول)	مولانا شعیب احمد	شمارہ11 ص30
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ12 ص26
''رجوع الی اللہ'' (حصہ دوم)	مولانا شعیب احمد	شمارہ12 ص32

﴿تاریخی معلومات﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ شعبان: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ1 ص39
ماہِ رمضان: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ2 ص37
ماہِ شوال: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ3 ص35
ماہِ ذوالقعدۃ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ4 ص40
ماہِ ذوالحجہ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ5 ص39
ماہِ محرم: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ6 ص30
ماہِ صفر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ7 ص34
ماہِ ربیع الاول: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ8,9,10 ص40
ماہِ ربیع الآخر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ11 ص35
ماہِ جمادی الاولیٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ12 ص39

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صحابیات علمِ حدیث کے میدان میں (حصہ اول)	مفتی غلام بلال	شمارہ1 ص41

صحابیات علمِ حدیث کے میدان میں (حصہ دوم)	مفتی غلام بلال	شمارہ2 ص39
صحابیات کی علمی ودینی خدمات	// //	شمارہ3 ص37
عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج	// //	شمارہ4 ص42
عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج	// //	شمارہ5 ص41
عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج	// //	شمارہ6 ص32
تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل	// //	شمارہ7 ص36
تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ دوم)	// //	شمارہ8,9,10 ص42
تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ سوم)	// //	شمارہ11 ص37
تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ چہارم)	// //	شمارہ12 ص41

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عمر رضی اللہ عنہ کی بعض احادیث	مفتی محمد ناصر	شمارہ1 ص46
عمر رضی اللہ عنہ کا اویس قرنی تابعی رحمہ اللہ سے دعاء کروانا	// //	شمارہ2 ص43
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ بدر میں شرکت	// //	شمارہ3 ص41
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ اُحد میں شرکت	// //	شمارہ4 ص48
عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ خندق اور ذات الرقاع میں شرکت	// //	شمارہ5 ص47
عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حدیبیہ میں شرکت	// //	شمارہ6 ص36
فتح مکہ کے موقعہ پر عمر رضی اللہ عنہ کا بتوں کی تصاویر مٹانا	// //	شمارہ7 ص41
عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ملکِ شام میں طاعون	// //	شمارہ8,9,10 ص47
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ ہجرت	// //	شمارہ11 ص43
عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حنین میں شرکت	// //	شمارہ12 ص44

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
دادی کی ایک کہانی(دوسری وآخری قسط)	مولانا محمد ریحان	شمارہ1 ص49
ریت کا گھر(قسط1)	// //	شمارہ2 ص46
ریت کا گھر(دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ3 ص44
ایک عجیب کھلونا	// //	شمارہ4 ص52
ریموٹ والی گاڑی	// //	شمارہ5 ص50
میزائل کا ایک نمونہ	// //	شمارہ6 ص41
تنظیموں کے جھگڑے	// //	شمارہ7 ص43
ڈر کا ماحول	// //	شمارہ8,9,10 ص61
بلی کا بچہ	// //	شمارہ11 ص46
ویڈیو گیمز	// //	شمارہ12 ص47

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حقوق سے دستبردار ہونے میں خواتین کے اختیارات(حصہ دوم)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ1 ص51
ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(حصہ اول)	// //	شمارہ2 ص48
ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(حصہ دوم)	// //	شمارہ3 ص46
ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(حصہ سوم)	// //	شمارہ4 ص55
ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(حصہ چہارم)	// //	شمارہ5 ص52
ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(آخری حصہ)	// //	شمارہ6 ص44
خلع لینے میں خواتین کے اختیارات(پہلا حصہ)	// //	شمارہ7 ص45

www.idaraghufran.org

خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (دوسرا حصہ)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ8,9,10 ص63
خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ)	// //	شمارہ11ص48
خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (چوتھا حصہ)	// //	شمارہ12ص49

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
کھڑے ہوکر جوتا، پائجامہ اور عمامہ پہننے کا حکم (قسط1)	ادارہ	شمارہ1ص58
کھڑے ہوکر جوتا، پائجامہ اور عمامہ پہننے کا حکم (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ2ص55
انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط1)	// //	شمارہ3ص54
انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط2)	// //	شمارہ4ص62
انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط3)	// //	شمارہ5ص61
انگوٹھی پہننے کا حکم (چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ6ص53
شبلی اور فراہی (قسط1)	// //	شمارہ7ص53
شبلی اور فراہی (قسط2)	// //	شمارہ8,9,10 ص70
شبلی اور فراہی (قسط3)	// //	شمارہ11ص56
شبلی اور فراہی (قسط4)	// //	شمارہ12ص56

کیا آپ جانتے ہیں؟

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قبروں کو سجدہ کرنے کا حکم	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص67
قبر پر پھول ڈالنا	// //	شمارہ2ص77

’’خصیتین‘‘ کا مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہونا	مفتی محمد رضوان	شمارہ3ص78
بچے کا ’’محمد‘‘ نام رکھنے پر جنت کی بشارت کی حدیث	// //	شمارہ4ص76
معوذتین کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کی تحقیق	// //	شمارہ5ص75
’’فتح الباری‘‘ شرح بخاری کی اہمیت	// //	شمارہ6ص76
عید کے دن قبرستان جانا	// //	شمارہ7ص77
موزوں پر مسح	// //	شمارہ8,9,10 ص83
ڈیجیٹل تصویر کے متعلق رائے	// //	شمارہ11ص73
حنفی کا غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنا	// //	شمارہ12ص65

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
فرعون کو جادوگروں کا جواب	مولانا طارق محمود	شمارہ1ص78
دعوتِ موسوی پر چند افراد کا قبولِ اسلام	// //	شمارہ2ص80
فرعون کی قومِ موسیٰ کو دھمکیاں	// //	شمارہ3ص81
مسلمانوں کو گھروں میں نماز کی جگہ قائم کرنے کا حکم دینا	// //	شمارہ4ص81
فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ اول)	// //	شمارہ5ص83
فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ دوم)	// //	شمارہ6ص78
فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ سوم)	// //	شمارہ7ص80
فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ چہارم)	// //	شمارہ8,9,10 ص86
فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ پنجم)	// //	شمارہ11ص80
فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ ششم)	// //	شمارہ12ص69

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نبی ﷺ کا مکھن، کھجور اور پنیر کا استعمال فرمانا	حکیم مفتی محمد ناصر	شمارہ 1 ص 85
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا ''اِھَالَۃ'' یعنی چربی استعمال فرمانا	// //	شمارہ 2 ص 85
گھی کے بارے میں بعض اہلِ علم کی آراء	// //	شمارہ 3 ص 85
گھی کے بارے میں بعض دیگر اہلِ علم کی آراء	// //	شمارہ 4 ص 85
کمون (یعنی زیرہ)	// //	شمارہ 5 ص 86
کمونِ ملوکی یعنی دیسی اجوائن	// //	شمارہ 6 ص 85
سونف	// //	شمارہ 7 ص 84
''سویا'' یا ''سوئے''	// //	شمارہ 8,9,10 ص 89
''ثریا'' ستارہ سے رفعِ آفات کی احادیث	// //	شمارہ 11 ص 83
''ثریا'' ستارہ سے رفعِ آفات کی احادیث (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ 12 ص 73

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد ناصر	شمارہ 1 ص 88
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 2 ص 88
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 3 ص 88
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 4 ص 89
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 5 ص 90
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 6 ص 89
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 7 ص 89

www.idaraghufran.org

ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد ناصر	شمارہ8,9,10 ص94
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ11ص90
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ12ص80

اخبارِ عالم

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	مولانا غلام بلال	شمارہ1ص89
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ2ص89
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ3ص90
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ4ص90
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ5ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ6ص90
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ7ص90
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ8,9,10 ص97
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ11ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ12ص81

www.idaraghufran.org